بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماھنامہ

انوار مدینہ

شمارہ : ۱۱	ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ / نومبر ۲۰۰۸ء	جلد : ۱۶

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مدیر اعلٰی	نائب مدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے......... سالانہ ۲۰۰ روپے
سعودی عرب، متحدہ عرب امارات..... سالانہ ۷۵ ریال
بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر
برطانیہ، افریقہ .... سالانہ ۲۰ ڈالر
امریکہ .... سالانہ ۲۵ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا ای میل ایڈریس
E-mail: jmj786_56@hotmail.com
fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور
اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ MCB (0954) 7914-2

فون نمبرات

جامعہ مدنیہ جدید : +92 - 42 - 5330311
خانقاہ حامدیہ : +92 - 42 - 5330310
فون/فیکس : +92 - 42 - 7703662
رہائش ''بیت الحمد'' : +92 - 42 - 7726702
موبائل : +92 - 333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر
دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۶
ملفوظات شیخ الاسلامؒ	حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکویؒ	۱۲
حضرت عائشہؓ کی عمر اور حکیم نیاز احمد کا مغالطہ	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۴
عورتوں کے رُوحانی امراض	حضرت مولانا محمد اشرف علی تھانویؒ	۲۰
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب	حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحبؒ	۲۳
الوداعی خطاب	حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب	۲۷
حج : اجتماعی بندگی کی علامت	حضرت مولانا مصلح الدین قاسمی	۳۵
گلدستۂ احادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۳۹
آرچ بشپ آف کنٹربری ڈاکٹر روون ولیمز	حضرت مولانا محمد عیسٰی صاحب منصوری	۴۳
حضرت مولانا نیاز احمد صاحب دوتانیؒ	جناب مولانا نسیم احمد صاحب دوتانی	۵۲
شق القمر	جناب سید اَورنگزیب شاہ صاحب	۵۵
دینی مسائل		۵۷
عالمی خبریں		۵۹
اخبار الجامعہ		۶۲

آپ کی مدتِ خریداری ماہ .... ختم ہوگئی ہے

آئندہ رسالہ جاری رکھنے کے لیے مبلغ .... روپے جلد اِرسال فرمائیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہٗ ونصلی علٰی رسولہ الکریم امابعد!

۵/ اکتوبر کے روزنامہ نوائے وقت کے مطابق :

برطانیہ سے تعلق رکھنے والے یہودی محقق آئی ٹی ٹونی نے اپنی کتاب '' اسرائیل اے پروفائل'' [۱] میں انکشاف کیا ہے کہ قادیانی جماعت سے تعلق رکھنے والے چھ سو افراد اسرائیلی ڈیفنس فورسز میں خدمات انجام دے رہے ہیں۔ لندن پوسٹ میں یکم اکتوبر کو ایک رپورٹ میں یہودی محقق کی مذکورہ کتاب کے حوالے شائع کیے گئے ہیں۔ یہودی محقق نے یہ بھی انکشاف کیا کہ پاکستان بھارت کارگل جنگ کے دوران قادیانی جماعت سے تعلق رکھنے والے افراد نے بھاری مقدار میں چندہ جمع کر کے بھارت کو عطیہ کیا تھا۔ ایوارڈ یافتہ صحافی اور تجزیہ نگار ڈاکٹر شاہد قریشی نے بھی انکشاف کیا ہے کہ 1995ء میں جب کراچی آگ اور خون میں ڈُوبا ہوا تھا اُس وقت مانچسٹر کے ایک قادیانی ریسٹورنٹ میں اہم عہدے پر فائز قادیانی لیڈر نے اِنہیں ملاقات کے لیے بلایا تھا اور آگے پہنچانے کے لیے یہ پیغام دیا تھا کہ ''اگر کراچی میں امن چاہیے تو پاکستان میں قادیانیوں کو اَمان ملنی چاہیے''۔

ڈاکٹر شاہد قریشی نے لندن پوسٹ میں اپنے مضمون میں لکھا ہے کہ گزشتہ ایک عشرے سے پاکستان میں چاہے جس کی بھی حکومت ہو قادیانیوں کا کوئی نہ کوئی غیر منتخب نمائندہ طاقت اور نمایاں اِختیارات کے ساتھ حکومت میں شامل رہا ہے اور اِس بات کا امکان ہے کہ

---

[۱] اسرائیل کے پردے چاک

پاکستان پیپلز پارٹی کی حکومت آئین پاکستان کی اِس ترمیم کو ختم کو کردے جو پاکستان پیپلز پارٹی ہی کے بانی قائد ذوالفقار علی بھٹو نے ۷رستمبر ۱۹۷۴ء کو پارلیمنٹ میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دے کر کی تھی۔

اَخبار مزید لکھتا ہے کہ مزید تحقیق کی گئی تو حیرت انگیز اِنکشاف یہ ہوا کہ چند عشرے قبل تک کی قادیانی کتابوں میں کھلے عام اِسرائیل میں موجود قادیانی مشن اُن کی تفصیلات اور یہودیوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات کا ذکر موجود ہے مگر اَب ایسا نہیں۔ قادیانی کسی بھی ایسی بات کو چھپاتے ہیں جو اسرائیل کے ساتھ اُن کے تعلقات کو آشکار کرے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے پڑپوتے مرزا مبارک احمد نے اپنی کتاب ''ہمارے غیر ملکی سفارتخانے'' میں لکھا ہے اسرائیل میں قادیانی سفارتی مرکز حیفہ کے ماؤنٹ کارمل پر واقع ہے یہاں پر ایک لائبریری، ایک عبادت گاہ، سفارت خانہ، ایک ڈپو اور ایک سکول بھی واقع ہے۔

مذکورہ بالا واقعات اگرچہ ایک عام قاری کی نظر میں حیرت انگیز انکشاف کی حیثیت رکھتے ہیں مگر ہماری نظر میں یہ کوئی خلافِ توقع چیز نہیں ہے اِس لیے کہ اِس دَجالی فتنہ کے بارے میں اکابرِ دیوبند نے اِس کے سر اُٹھاتے ہی جن حقائق سے مسلمانوں کو آگاہ کیا تھا اور جن خدشات کا اِظہار کیا تھا ویسا ہی ہوتا چلا گیا۔ چیز اپنی اصل کی طرف پلٹتی ہے برطانیہ کی پیدا کردہ دجال کی ذُرّیت برطانیہ اور اسرائیل ہی میں پناہ پکڑ سکتی ہے، مکہ اور مدینہ کی ہوائیں اِنہیں کبھی نصیب نہیں ہوسکتیں۔ اِن تازہ واقعات سے مسلمانوں کی آنکھیں کھل جانی چاہئیں اور اِنہیں آخر دم تک اِس فتنہ کا پیچھا کرنے کے لیے کمر بستہ ہوجانا چاہیے۔

قادیانیت کے بعض مبلغین زندیقی طرزِ عمل اِختیار کرتے چلے جارہے ہیں اپنے کو مسلمان ظاہر کر کے اِسلام کی ایسی تصویر کشی کرتے ہیں جو اُس کو داغدار کر دیتی ہے، اِسی لیے زندیق کی توبہ کا دُنیا میں اعتبار نہیں کیا جاتا اُس کا معاملہ اللہ کے سپرد رکھتے ہوئے اُس کی منافقانہ فطرت کی بناء پر صرف اور صرف قتل کر دیا جاتا ہے اور اِس کام کو بلا تاخیر انجام دینا حاکمِ وقت کی ذمہ داری ہوتی ہے مگر موجودہ دور کے حکمرانوں کی دینی اُمور میں مداہنت اور لاپرواہی نے قادیانیت آغانیت اور پرویزیت جیسے فتنوں کو مزید شہ دے کر اِرتدادی سرگرمیوں کی کھلی چھٹی دے رکھی ہے۔

یہ صورتِ حال مسلمانوں کے جذبات کو نہ صرف مجروح کررہی ہے بلکہ عوامی سطح پر اشتعال کی شکل بنتی چلی جارہی ہے۔ خاص طور پر اِن اَخباری اطلاعات نے حالات کی سنگینی میں مزید اِضافہ کردیا ہے کہ ایم کیو ایم کے مفرور قائد الطاف حسین نے قادیانیوں کی طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتے ہوئے اُن کو کراچی اور حیدرآباد میں مکمل تحفظ کی یقین دہانی کرائی ہے۔ قبل اَزیں مسلمان ہونے کے ناطے ہم الطاف حسین کے بارے میں اِس قسم کی بدگمانی کا سوچ بھی نہیں سکتے تھے مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قادیانیوں کی ''فرنگی اماں'' کی گود کی شیرخواری نے اپنا رنگ دکھایا ہے اور الطاف حسین نے وہی بولی بولنی شروع کردی ہے جو برطانیہ کے ''بغل بچے'' بولا کرتے ہیں۔ الطاف کو یہ بات اچھی طرح یاد رکھنی چاہیے کہ کراچی اور حیدرآباد کے مسلمان جو ایم کیو ایم کا لیبل اپنے سینوں پر سجائے ہوئے ہیں اگر قادیانیت کا معاملہ پیش آجاتا ہے تو ناموسِ رسالت کی خاطر وہ اِس لیبل کو نہ صرف نوچ پھینکیں گے بلکہ اپنے ایمان کی سلامتی کو مقدم رکھتے ہوئے ایم کیو ایم سے بغاوت کا کھلم کھلا اعلان کریں گے اور کراچی وحیدرآباد کے بچے کُچے قادیانیوں کا بوریا بسترہ گول کرکے عقیدۂ ختمِ نبوت سے اپنی وفاداری کا برملا اظہار کریں گے۔

الطاف حسین اگر اپنی ''پاسنگی سیاسی حیثیت'' مزید کچھ عرصہ برقرار رکھنا چاہتے ہیں تو اپنی حدود میں رہتے ہوئے کراچی اور حیدرآباد کے مسلمانوں کی ایمانی غیرت کو کھلونا نہ بنائیں۔

نیز پی پی پی کی قیادت کو بھی یہ حقیقت باور کرلینی چاہیے کہ پاکستان کے آئین کے مطابق قادیانیوں کی غیر مسلم اقلیت کی مسلمہ حیثیت کو اگر کسی بھی درجہ میں چھیڑا گیا تو اُس کے نتائج کسی بھی طور ملک وقوم کے مفاد میں نہیں ہوں گے۔ اِسی طرح قانون میں موجود سزائے موت کو ختم کرنے کی کوششیں بھی ملک میں خون خرابہ میں مزید اضافے کا سبب بنیں گی۔ ملک کی موجودہ نازک صورتِ حال بھی اِن حساس معاملات کو چھیڑنے کی اِجازت نہیں دیتی۔ نیز حادثاتی طور پر جذباتی ووٹوں کے زور پر اقتدار میں آنے والی پی پی پی کے قائدین کے پیش نظر یہ سوالیہ حقیقت بھی ہونی چاہیے کہ خود اُن کا اپنا سیاسی تشخص کتنے عرصہ کا مہمان ہے۔

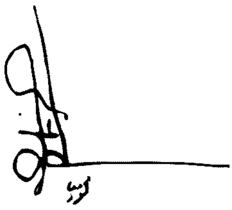

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا — درس حدیث — عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ

حضرتِ اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحب رحمہ اللہ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدس رحمہ اللہ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدس رحمہ اللہ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔(آمین)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنی نہیں دُوسروں کی تعریف کیا کرتے تھے
غربت کے باوجود معاشرتی تقوی ۔ چوری باطنی بیماری ہے

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 57 سائیڈ A 1986 - 4 - 4)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہ سیدنا و مولانا محمد وآلہ واصحابہٖ اجمعین اما بعد !

جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مختلف صحابہ ہیں مختلف اُن کے لیے فضیلت کے اَلفاظ ہیں۔ حضرتِ ابوعبیدہ ابن جراح رضی اللہ عنہ جو عشرۂ مبشرہ میں ہیں اور اِتنے سمجھدار ایسے بلند پایہ تھے کہ حضرتِ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کے دُنیا سے رُخصت ہونے کے بعد جو ثقیفۂ بنی ساعدہ میں مجلس ہوئی اُس میں حضرتِ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور دُوسرے مہاجرین پہنچے، ابوبکر رضی اللہ عنہ نے تقریر کی تقریر کے بعد اُنہوں نے یہ کہا کہ خلافت کی بیعت عمر رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر کرلو یا ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر کرلو، اِن دونوں کا ہاتھ اُنہوں نے پکڑا۔ تو ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کا مقام بہت بلند تھا سمجھداری کے لحاظ سے اور ہر طرح کی صلاحیتوں کے لحاظ سے اور عشرۂ مبشرہ میں ہیں رضی اللہ عنہ۔ حضرتِ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ نے حضرتِ آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم سے جو حضرت خالد رضی اللہ عنہ کے بارے میں لقب سُنا تھا وہ سُناتے ہیں تو اِرشاد فرمایا خَالِدٌ سَیْفٌ مِّنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ یہ اللہ تعالیٰ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہیں وَنِعْمَ فَتَی الْعَشِیْرَۃِ [1] اور یہ اپنے گھرانے اپنے خاندان اپنے ماحول کے بہت اچھے جوان ہیں، یہ کلمات

---

[1] مشکوۃ شریف ص ۵۸۰

رسول اللہ ﷺ نے اُن کی تعریف میں فرمائے۔نقل کر رہے ہیں حضرتِ ابوعبیدہ ابنِ جراح رضی اللہ عنہ۔

صحابہ ایک دُوسرے کی تعریف کیا کرتے تھے اپنی نہیں :

اور صحابۂ کرامؓ میں یہی ملتا ہے بیشتر کہ وہ ایک دُوسرے کی تعریف ہی کرتے رہے بہت کم ایسے ہیں کسی خاص مصلحت سے کسی خاص ضرورت سے کوئی جملہ تعریف کا ہو اپنے بارے میں ورنہ نہیں۔

حضرتِ عبداللہ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ کوئی بات چلی تھی اُس پر فرمایا کہ سب لوگ یہ جانتے ہیں اِنِّی مِنْ اَعْلَمِهِمْ کہ میں صحابۂ کرام میں سب سے زیادہ علم رکھنے والا ہوں وَلَسْتُ بِاَفْضَلِهِمْ کہتے ہیں افضل میں اُن سے نہیں صرف یہ بتا رہا ہوں کہ معلومات میرے پاس بہت ہیں اور میں نے جنابِ رسول اللہ ﷺ سے ستر سے زیادہ یا ستر سورتیں خود سن کر پڑھ کر یاد کی ہیں اور میں سب کے بارے میں جانتا ہوں کہ فلاں آیت فلاں جگہ فلاں وجہ سے نازل ہوئی یہ مجھے معلومات ہیں اور اگر میں یہ جانوں کہ مجھ سے زیادہ کوئی علم والا ہے تو میں اُس کے پاس سفر کرکے پہنچوں اور صاف صاف فرمادیا اُنہوں نے کہ لَسْتُ بِاَفْضَلِهِمْ افضل میں نہیں وہ تو اللہ جان سکتا ہے کہ اُس کے یہاں کون افضل ہے؟ اور جو حقیقت تھی وہ بھی ظاہر فرمادی۔اُن کے شاگرد حضرات کہتے ہیں کہ میں مختلف حلقوں میں بیٹھا تو اُن کی بات کا رَد کرنے والا میں نے کوئی نہیں سُنا مَا سَمِعْتُ رَادًّا سب کو یہ بات تسلیم تھی کہ ابنِ مسعودؓ بہت زیادہ علم والے ہیں۔

ایک فتویٰ آگیا میراث کا فتویٰ تھا حضرتِ ابوموسیٰ اشعریؓ نے وہ حل کیا اور کہا کہ اُن کے پاس چلے جائیں اور جو میں نے کہا ہے وہ بھی تقریبًا وہی کہیں گے، وہ (لوگ) گئے وہاں اُنہوں نے کہا نہیں فتویٰ تو اِس طرح نہیں ہے اگر میں ایسے فتویٰ دُوں تو پھر تو میں گمراہی میں پڑ جاؤں اِس کا صحیح جواب یہ ہے، وہ جواب دیا پھر وہ وہاں پہنچا ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے پاس تو اُنہوں نے تعریف کی ابنِ مسعودؓ کی، اُنہوں نے یہ نہیں کہا کہ میرے فتوے کو غلط کہہ دیا ہے بلکہ اُنہوں نے اُس بات کو جو فتویٰ ابنِ مسعود رضی اللہ عنہ نے دیا اپنے علم میں اِضافہ سمجھا اور بہت تعریفی کلمات کہے کہ ''علامہ'' ہیں یہ اور ٹھیک ہی رہو گے (تم لوگ) جب تک یہ علامہ موجود ہیں کہ یہ صحیح بات بتاتے رہیں گے فتویٰ بتاتے رہیں گے مسئلہ بتاتے رہیں گے۔

یہ تعریف نہیں ہے بلکہ تعارف ہے :

تو بہت کم ملے گا کہیں ایسا کہ جو اپنی تعریف میں کوئی کلمات کہہ دے (اور حقیقت میں) وہ تعریف

نہیں ہے بلکہ تعارُف ہے ایسے سمجھنا چاہیے جیسے کوئی کہتا ہے میں فلاں جگہ سے آیا ہوں فلاں جگہ مدرس ہوں یا پروفیسر ہوں یا اَور بڑا ہوں اُس سے، جو بھی کچھ کہتا ہے وہ اپنے بارے میں کہ میں نے یہ یہ پڑھا ہے یہ یہ کیا ہے تو وہ تعارُف کرا رہا ہے۔ اور تعریف میں تو فخر ہوتا ہے ایک طرح کا وہ خراب بات ہے وہ نہیں تھی اِن حضرات میں، ضرورتاً بتا دینا وہ اَلگ چیز ہے۔

حضرتِ بُریدہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ میں چار سے محبت رکھوں۔ چار ایسے ہیں میرے صحابہ میں کہ جن کے بارے میں مجھے یہ فرمایا گیا کہ اِنہیں محبوب رکھوں وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ یُحِبُّھُمْ اور مجھے یہ بتلایا اللہ تعالیٰ نے کہ وہ بھی اُنہیں محبوب رکھتا ہے۔ تو صحابۂ کرام کو تو بہت زیادہ شوق تھا وہ تو اپنی زندگی کی بازی لگاتے رہتے تھے ہر وقت کہ اللہ کا محبوب اور رسولِ خدا ﷺ کا محبوب بنیں تو اُنہوں نے پوچھا کہ جناب اِرشاد فرمادیجیے اُن لوگوں کے نام کیا ہیں جن کے بارے میں جناب کو حکم ہوا ہے تو ہم بھی اُن سے محبت رکھیں یہ بھی مسئلہ کی ایک بات ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عَلِیٌّ مِّنْھُمْ اُن میں علی ہیں تین دفعہ یہ اِرشاد فرمایا اور فرمایا ابوذر اور مقداد اور سلمان اَمَرَنِیْ بِحُبِّھِمْ وَاَخْبَرَنِیْ اَنَّہٗ یُحِبُّھُمْ [1] اللہ نے حکم فرمایا ہے مجھے کہ میں اُنہیں محبوب رکھوں اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اپنا محبوب قرار دیا ہے اللہ تعالیٰ نے اُن کو محبوبین میں شامل فرما رکھا ہے۔

حضرتِ عمر رضی اللہ عنہ کتنے بڑے آدمی تھے لیکن تواضع ایسی تھی کہ وہ فرماتے ہیں اَبُوْبَکْرٍ سَیِّدُنَا وَاَعْتَقَ سَیِّدَنَا [2] ابوبکر ہمارے سردار ہیں ہمارے بزرگ ہیں آقا ہیں اور اُنہوں نے ہمارے آقا کو آزاد کیا ہے یعنی بلال رضی اللہ عنہ کو، اُن کے لیے بڑے اچھے کلمات ہیں۔ تو یہ بلال بھی سردار ہیں ہمارے حالانکہ حضرتِ بلال رضی اللہ عنہ عشرۂ مبشرہ میں نہیں ہیں داخل، یہ اَلگ بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ایسے کلمات ملتے ہیں جن سے یہ اَندازہ ہوتا ہے کہ یہ جنتی ہیں جیسے کہ رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا کہ میں نے شبِ معراج میں تمہارے پاؤں کی جوتوں سمیت جو آواز ہوتی ہے وہ آواز سُنی ہے چپلوں سمیت تمہاری چال کی آواز سُنی ہے تو تم کونسا عمل ایسا کرتے ہو جو اللہ تعالیٰ کو ایسا پسند ہے؟ تو مجھے یہ دکھایا گیا ہے۔

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۰ [2] مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۰

دِکھانا اور اُس کی حکمت :

دکھانا تو اِس حکمت سے تھا کہ میں تم سے وہ پوچھوں اور اُس کو پھر اُمت کو بتایا جائے کہ یہ وہ عمل ہے یہ مطلب تو نہیں تھا کہ اَب بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اِتنے زیادہ آگے بڑھ چکے تھے کہ رسول اللہ ﷺ سے بھی آگے بڑھ گئے یہ تو کسی کے وہم وگمان میں بھی بات نہیں ہے تو حضرتِ بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ ایسا عمل بتاؤ جو تم کرتے ہو جس پر تمہیں اُمید ہوتی ہو کہ یہ عمل میرا ایسا ہے کہ اِس کی وجہ میں اللہ نے یہ دکھایا کہ جنت عطاء فرمائیں گے اَرْجٰی عَمَلٍ.

قرآن وحدیث میں آئندہ کو گذشتہ سے تعبیر کرنے کی حکمت :

وہاں کا حال یہ ہے اُس عالَم کا کہ جو کچھ ہونے والا ہے وہ ایسے ہے جیسے کہ ہو چکا۔ تو قیامت کا ذکر جہاں آتا ہے اُس میں جہاں مناظر آتے ہیں کہ یہ ہوگا یہ ہوگا یہ ہوگا وہ بھی ایسے ہی آتے ہیں جیسے کہ ہو چکے ہوں کیونکہ ہونا اُسی طرح ہے اور اُس میں کوئی رُکاوٹ ڈالنے والا ہے ہی نہیں کیونکہ وہ اللہ کرے گا تو اُس کے کام میں کوئی رُکاوٹ کا سوال ہی نہیں، تصور ہی نہیں تو جو قیامت میں باتیں ہوں گی اُن کو ایسے ذکر کیا گیا جیسے ہو چکیں ہوں حالانکہ اَبھی ہو نہیں چکیں وَنَادٰی اَصْحٰبُ النَّارِ ،وَنَادٰی اَصْحٰبُ الْاَعْرَافِ، وَنَادٰی اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ . سب ماضی کے لفظ سے ہیں جنت والوں نے آواز دی اعراف والوں نے آواز دی جہنم والوں نے آواز دی تو اُنہوں نے یہ جواب دیا یہ جواب دیا حالانکہ ابھی قیامت بھی نہیں آئی ہے وہ بات بھی نہیں ہوئی ہے مگر ذکر ایسے فرمایا جیسے کہ وہ گزری ہوئی بات ہے کیونکہ اُس بات کے ہونے میں کوئی تخلّف ہے ہی نہیں، ہونا ہی اُسی طرح ہے تو جب یہ بات ہو کہ ہونا ہی اُس طرح ہے تو ہوئی وِی بات اور ہونے والی بات سب ایک جیسی ہے۔

تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو جب بڑا ستایا گیا تو خرید لیا، جب خرید لیا تو ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ایک دن اُنہوں نے کہا کہ اگر آپ نے مجھے اپنے کام کے لیے خریدا ہے پھر تو آپ اپنے پاس رکھیں اور میں خدمت انجام دُوں گا تکالیف بھی بڑی زبردست اُٹھائی تھیں اُنہوں نے بڑے ثابت قدم رہے اِسلام پر۔ تو اِنہوں نے کہا کہ اگر خدا کے لیے خریدا ہے مجھے تو پھر مجھے چھوڑ دیجیے اور اللہ کے کام کو معاملے کو چھوڑ دیجیے میرا اور خدا کا معاملہ ہے وَاِنْ كُنْتَ اِنَّمَا اشْتَرَيْتَنِیْ لِلّٰهِ فَدَعْنِیْ وَعَمَلَ اللّٰهِ [1] اُسی کو نقل

---

[1] مشکوٰۃ شریف ص ۵۸۰

کرتے ہیں حضرتِ عمرؓ کہ ابوبکرؓ ہمارے سردار ہیں اور اُنہوں نے ہمارے سردار یعنی بلالؓ کو آزاد کیا۔

تحیۃ الوضوء اور ہمیشہ باوضو رہنے کی فضیلت :

آقائے نامدار ﷺ نے اُن سے پوچھا کونسا عمل ایسا ہے؟ اُنہوں نے کہا مجھے تو ایسا لگتا ہے کہ میں وضو سے رہتا ہوں شاید یہ عمل ہے تو جب وضو کی ضرورت ہوتی ہے تو پھر وضو کر کے دو نفلیں بھی پڑھ لیتا ہوں گویا تحیۃ الوضو بھی ہو گیا اور باوضو رہنا بھی ہو گیا۔

کم کھانے کے فوائد :

اَور وہ لوگ باوضو رہ بھی سکتے تھے اُن کی خوراک ہی بہت تھوڑی تھی۔ پیٹ میں گڑبڑ یا ریاح وغیرہ یہ کوئی چیز ہی نہیں تھی پانی وہاں پیا ہی کم جاتا ہے پیشاب وغیرہ کا بھی معاملہ نہیں زیادہ اور چائے تھی ہی نہیں اور لَسّی پیتے تھے ٹھیک ہے دُودھ میں پانی ڈال کر ٹھنڈا کر کے، دُودھ ٹھنڈا پانی ڈال کر پینا بلو کر پینا اُسے، یہ ایک لَسّی ہوئی دُودھ کی لَسّی یہ ثبوت ملتا ہے اِس کا، رسول اللہ ﷺ نے افطار بھی فرمایا ہے اُس سے۔

چوری کرنا باطنی مرض ہے صرف غربت اِس کی وجہ نہیں ہے :

تو یہ اُن کا کھانا پینا برائے نام تھا کپڑے پہننے کو نہیں میسر آتے تھے سر ڈھکنے کو ٹوپی نہیں میسر آتی تھی پورا تن ڈھکنے کو دو کپڑے میسر نہیں آتے تھے۔ اَب کہتے ہیں کہ اگر چوری کی حد نافذ کر دی تو پھر بہت لوگوں کے ہاتھ کٹ جائیں گے اور لوگوں میں غربت ہے اور لوگوں میں یہ ہے اور وہ ہے۔ جب اَحکام یہی اُترے ہیں اور اُس وقت تو اَب سے بہت زیادہ غربت تھی اور اُن پر عمل ہوا ہے اور احکام پر عمل کرنے سے پھر برکات ظاہر ہوئی ہیں بعد میں، پہلے اُنہوں نے اطاعت کی ہے قربانیاں دی ہیں پھر اُس کے ثمرات مرتب ہوئے نتائج سامنے آئے۔ تو آج تو اُس غربت کا کوئی سوال ہی نہیں ہے اُس طرح کی کیفیت کا جو اُس وقت اُن کے زمانے میں حال تھا۔

غربت کے باوجود چوری ڈاکہ سے بچنا بلکہ تقوی اختیار کرنا :

حضرت ابوہریرہؓ بے ہوش ہو جاتے تھے کہتے تھے لوگ یہ سمجھتے تھے کہ مجھے کوئی دورہ پڑا ہے حالانکہ دورہ نہیں ہوتا تھا بھوک کی شدت سے میں بے ہوش ہو جاتا تھا اور رسول اللہ ﷺ کوئی کوئی چیز ایسی آجاتی

تھی وہ ہم میں بانٹ کر خود تناول فرمایا کرتے تھے کیونکہ جہاں دولت کدہ تھا اُس کا ایک دروازہ مسجد کی طرف تھا اَور مسجد ہی کے اَندر ایک حصّے میں یہ لوگ رہتے تھے جو اصحابِ صُفّہ تھے جو طالبِ علم تھے رسول اللہ ﷺ کے اور یہ حال جو ہے یہ ےہ کے بعد کا ہے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ ےہ میں مسلمان ہوئے ہیں خیبر فتح ہوگیا ہے صلح حدیبیہ ہوچکی ہے وغیرہ وغیرہ پھر بھی یہ حال تھا صحابۂ کرام کا نہ تن ڈھکنے کو پورا سکون کے ساتھ کپڑا اور نہ کھانے کے لیے کوئی سامان و بندوبست، اُنہیں باوضو رہنا مشکل اِتنا نہیں تھا ہمارے یہاں تین وقت کھاتے ہیں بلکہ چار وقت موقع مل جائے تو صبح کا ناشتہ اَلگ ہے دوپہر کا کھانا اَلگ ہے شام کو چائے کے ساتھ کچھ ہوگا پھر رات کو کچھ ہوگا چار وقت کھاتے ہیں تو پیٹ خراب رہتے ہیں بیماریاں پیدا ہوتی ہیں قسم قسم کی، اُن کے یہاں یہ تھا ہی نہیں۔ وہ کہتی ہیں حضرتِ عائشہ رضی اللہ عنہا کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں ایسا کبھی بھی نہیں ہوا کہ روٹی ہو سالن ہو اور تین دن پیٹ بھر کر کھالیں کبھی ہوا ہی نہیں خُبْزٍ مَّادُوْن روٹی ہو سالن ہو اور تین دن پیٹ بھرنا میسر آجائے ایسا رسول اللہ ﷺ کی حیات میں نہیں ہوا ہے اَزواجِ مطہرات یہ بیان فرماتی ہیں وہ کہتی تھیں کہ دو دو مہینے گزر جاتے تھے کہ ہمارے گھروں میں آگ نہیں جلتی تھی تین چاند دیکھ لیتے تھے ہم، تین چاند ہوجائیں گے ایک پہلی اور پھر چاند تیسویں کا اَور پھر تیسویں کے بعد دو مہینے، وہ پوچھتے پھر آپ کیسے گزارا کرتی تھیں کیا غذا ہوتی تھی اُنہوں نے کہا کہ اَسْوَدَانِ اَلتَّمْرُ وَالْمَآءُ یہ پانی اور کھجور اِسی پر گزارا کرلیتے تھے۔

حضرتِ بلال رضی اللہ عنہ نے بتلایا کہ مجھے جو عمل ایسا لگتا ہے کہ جس پر شاید اللہ کو یہ عمل باقی اعمال میں پسند ہو وہ یہ ہے کہ بغیر وضو نہیں رہتا اور جب وضو کی ضرورت ہوتی ہے میں وضو کرتا ہوں تو دو نفلیں پڑھ لیتا ہوں تحیۃ الوضو میں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہی عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کو اِتنا پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم اور فضل و کرم سے ہمیں آخرت میں اِن کا ساتھ نصیب فرمائے، آمین۔ اختتامی دُعاء..............

ملفوظات شیخ الاسلام

حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمہ اللہ

﴿ مرتب : حضرت مولانا ابوالحسن صاحب بارہ بنکوی رحمہ اللہ ﴾

☆ اخلاص اور لِلّٰہیت ہر قول و فعل اور ہر حرکت اور سکون میں اَشد ضروری ہیں یہی اَمر سخت مشکل ہے۔ اعانتِ خداوندی اور سالہاسال کی ریاضت کے بغیر اِس کا حصول نہیں ہوتا یہی وجہ ہے کہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ کے بعد لفظ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ لایا گیا ہے۔ اَعِنِّیْ لَا اَقْدِرُ عَلٰی اِخْلَاصِ عِبَادَتِکَ اِلَّا بِاِعَانَتِکَ.

☆ نفس اور شیطان کے مکر ہزار ہا ہزار ہیں اور دونوں اِنسان کو وہ اگر کھلی ہوئی انانیت اور جاہ پرستی اور خود غرضی سے بچتا بھی ہے تو ایسی ایسی خفیہ تدبیروں میں مبتلا کرتے ہیں کہ اُن سے بچنا سخت مشکل ہوتا ہے۔

☆ اِنسان کو اُولوالعزم مستقل مزاج، حُطامِ دُنیا سے معرض، نعمائے آخرت پر مقبل ہونا چاہیے۔ حُبِّ جاہ نہایت برباد کرنے والی چیز ہے مَا ذِئْبَانِ جَائِعَانِ اُرْسِلَا فِیْ غَنَمٍ بِاَفْسَدَ لَهَا مِنْ حِرْصِ الْمَرْءِ عَلَی الْمَالِ وَالشَّرَفِ لِدِیْنِهٖ .(اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْهِ السَّلَامُ حدیثِ صحیح ہے)۔

☆ حُبِّ جاہ اِس قدر لیچڑ مرض ہے صوفیاء فرماتے ہیں کہ اٰخِرُ دَاءٍ یَذْهَبُ مِنْ قُلُوْبِ الصِّدِّیْقِیْنَ (یعنی یہ وہ بیماری ہے کہ صدیقین کے قلوب سے تمام بیماریوں کے بعد دُور ہوتی ہے)۔

☆ ہم لوگوں سے اپنی قلبی اور نفسانی شرارتوں کو چھپا سکتے ہیں مگر جس سے سابقہ پڑنا ہے اُس سے نہیں چھپا سکتے وَاِنْ تُبْدُوْا مَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اَوْ تُخْفُوْهُ یُحَاسِبْکُمْ بِهِ اللّٰهُ .

☆ علام الغیوب کو راضی کرنے کی فکر کرنی چاہیے دُنیا میں ہم کتنی بھی کامیابی و شہرت حاصل کریں صرف چند روزہ ہے اُس مقدس ذات کا قرب اور رضا نامہ حاصل کرنا چاہیے جس کے یہاں دوامِ اَبدیت ہے۔

☆ غیر اللہ سے دل کو پاک و صاف کیجیے۔

☆ ہم کو مراقبہ میں تجلیاتِ الٰہیہ کو اپنی طرف متوجہ کرنا ہے۔ ع

دل گزر گاہِ جلیل اکبر اَست

اگر قلب کے مراقبہ میں دِقت یا اِستبعاد واقع ہو مگر اِس پر مداومت کرنا چاہیے، تمرین مشکلات کے اِزالہ کا ذریعہ ہے۔

☆ تَوَجُّہٌ اِلَی الذَّاتِ الْمُتَّصِفَةِ بِجَمِیْعِ صِفَاتِ الْکَمَالِ الْمُنَزَّھَةِ مِنْ جَمِیْعِ سِمَاتِ النَّقْصِ وَالزَّوَالِ . یہ اُمید اَفزا اور ضروی الدوام ہے جس قدر ممکن ہو اِس میں اِنہماک کیجیے۔ قلبِ انسانی اِس کا محل تجلّی اور مرکز ہے لَا یَسَعُنِیْ اَرْضِیْ وَ لَاسَمَآئِیْ اِلَّا قَلْبُ عَبْدِی الْمُؤْمِنِ.

☆ اَذکارِ سریہ یا جہریہ اوّلاً بالذات اَسماء سے متعلق ہیں اور مراقبہ مسمّٰی سے تعلق رکھتا ہے۔ ظاہر ہے کہ مسمّٰی متبوع اور مقصود ہے اور اَسماء توابع ہیں اِس لیے اگر ذکرِ اَسماء مؤید توجہ الی الذات ہوں فبہا ونعمت عمل میں لائیے ورنہ مراقبہ ہی مقدم ہے۔

☆ گریہ کا غلبہ ہونا نسبتِ چشتیہ کا ظہور ہے۔

☆ جو لمحہ اور سانس ذکر کے ساتھ گزرتا ہے وہی حقیقت میں زندگی کا لمحہ ہے باقی محل گفتگو ہے۔ اَلدُّنْیَا مَلْعُوْنَةٌ وَمَلْعُوْنٌ مَا فِیْھَا اِلَّا ذِکْرُ اللّٰہِ وَمَا وَالَاہُ (اَوْ کَمَا قَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ)

☆ اِثناءِ ذکر میں تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد (خواہ ایک تسبیح یا کم وبیش کے بعد) یہ دُعاء دل لگا کر مانگا کرو۔ یَارَبِّ اَنْتَ مَقْصُوْدِیْ تَرَکْتُ الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةَ لَکَ اَتْمِمْ عَلَیَّ نِعْمَتَکَ وَارْزُقْنِیْ وَصُوْلَکَ التَّامَّ وَرِضَآءً لَّاسَخَطَ بَعْدَہٗ اَبَدًا.

☆ مخلوق کو خالق کے لیے چھوڑ و اور اپنی لَو صرف خالق سے لگاؤ، سر کا چکر رفو چکر ہوگا۔

☆ فقط استحقاق بغیر عمل شیخ کہیں قابلِ اعتبار نہیں ہوا۔

☆ مراقبہ میں لذت کا محسوس ہونا بہت اُمید اَفزا ہے مگر مقصد اصل وہی ذات فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اور اُس کی رضا ہونی چاہیے۔

☆ خطرات، وساوسِ قلبیہ اور اَحادیثِ نفس طبعی اُمور میں بہت غلو رکھتا ہے کثرتِ ذکر اور قلبی توجہ الی معانی الذکر اِس کے دفعیہ کے لیے تریاق ہیں وَمَنْ یَّعْشُ عَنْ ذِکْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَیِّضْ لَہٗ شَیْطَانًا فَھُوَ لَہٗ قَرِیْنٌ .

سلسلہ نمبر ۳۱ قسط : ۸

''الحامد ٹرسٹ''نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔ اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تاکہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔ (اِدارہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر اور حکیم نیاز احمد صاحب کا مغالطہ

حضرتِ اقدس رحمہ اللہ اور حکیم نیاز احمد صاحب کے درمیان خط وکتابت [1]

حضرتِ اقدس رحمہ اللہ کا خط

محترمی ومکرمی دام مجدکم!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

مفصل گرامی نامہ موصول ہوا۔ میرا سوال یہ تھا کہ آنجناب اپنی اُن دلائل سے مطلع فرمائیں جو بہت وزنی اور نہ ٹوٹ سکنے والی ہوں۔ مقصد یہ تھا کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک کے بارے میں جناب نے زبانی فرمایا تھا کہ ''میری تحقیق یہ ہے کہ اُس وقت اُن کی عمر ستائس سال تھی۔''

سوال نمبر 1 : اِس سلسلہ میں منقولہ قوی دلائل کا خواستگار ہوں۔

---

[1] گزشتہ شماروں میں قارئین نے جہلم کے حکیم فیض عالم صاحب کی حضرت اقدس قدس سرہ العزیز سے طویل خط وکتابت ملاحظہ فرمائی، اَب اپریل کے شمارہ سے سرگودھا کے حکیم نیاز احمد صاحب کی حضرت اقدس رحمہ اللہ سے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی حضور اکرم ﷺ سے شادی کے وقت عمر کے متعلق طویل خط وکتابت ملاحظہ فرمائیں گے۔ حکیم صاحب نے اِس سلسلہ میں ایک ضخیم کتاب لکھی ہے حکیم صاحب کو مغالطہ ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی نکاح ورُخصتی کے وقت جو عمر اَحادیث میں آئی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔ پیشِ نظر صفحات میں اِسی خط وکتابت کو دیا جا رہا ہے۔ (ادارہ)

یہ گرامی نامہ صرف منفی پہلو لیے ہوئے ہے یعنی سب پر اِعتراض ہی اِعتراض ہے اِسی ذیل میں عروہ، ہشام، زہری کو مدلس ثابت کیا گیا ہے اور یہ کہ زہری نے عروہ سے نہ سنا ہے نہ اُن سے ملے ہیں۔

اِس حصہ تحریر میں نمبر۲۰ میں یہ جزء بھی ہے کہ ''محدثین کا اِس پر اتفاق ہے کہ عروہ سے زہری کا نہ لقاء ثابت ہے نہ سماع۔''

سوال نمبر 2 : یہ جناب نے کہاں سے لیا ہے۔ اگر تہذیب کی عبارت کا یہ مفہوم لیا ہے تو صحیح نہیں ہے، اِسے بغور ملاحظہ فرمائیں تو بات برعکس ثابت ہوگی۔

نیز اِس سند پر اِعتراض اِمام مالک اور اِمام محمد رحمۃ اللہ علیہما پر اِعتراض جیسا ہے۔ مؤطاء امام مالک میں ہے مَالِكٌ عَنِ ابْنِ شَهَابٍ عَنْ عُرْوَةَ بْنِ الزُّبَيْرِ.. ملاحظہ ہو مَاجَآءَ فِی الْقُرْآنِ ص ۱۸۷ پھر مؤطاء امام محمد میں بھی ملاحظہ ہو بَابُ الْمَرْأَةِ تَرٰى فِی الْمَنَامِ وغیرہ۔ امام مالک، (ہشام) زہری، عروہ سب مدنی ہیں۔ زہری کا عروہ سے نہ ملنا قابلِ تعجب ہے نہ کہ ملنا۔ ہشام کے بارے میں یہ ہے کہ اگر ہشام ایسے مدلس تھے کہ علی الاطلاق اُن سے روایت نہ لی جائے تو یہ بھی غلط ہے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ وعلیہم نے اُن سے بہت روایات لی ہیں پھر امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے یہی سند یعنی هِشَامُ بْنُ عُرْوَةَ عَنْ اَبِيْهِ اپنی مؤطاء میں دی ہے۔

جناب نے نمبر۱۷ میں جو تحریر فرمایا ہے وہ علی الاطلاق اِس سند پر منطبق کرنا دُرست نہیں ہے۔ اِمام طحاوی کی وہ تحریر اِسی حدیث کے بارے میں ہے اور ''کتب اَسْمَآءُ الرِّجَالِ'' میں ہشام کی مدینہ شریف کی روایات اور بغداد کی روایات میں فرق بیان کیا ہے۔

نمبر۱۴ : مگر لَعِبُ بِالْبَنَاتِ اور جاریہ صغیرہ جیسے الفاظ حاکم کی کتاب میں بھی موجود ہیں۔ جو صغرِسن پر صاف دلالت کرتے ہیں اور اُن سے بہت پہلے امام بخاریؒ کے اُستاذ حمیدی کی کتاب میں بھی ہیں۔

نمبر۲/۲۴ : سمجھ میں نہیں آیا۔ کیونکہ اُن کی طویل روایت میں '' اَنَا جَارِيَةٌ حَدِيْثَةُ السِّنِّ '' وغیرہ کے الفاظ موجود ہیں۔ اُنہی الفاظ پر جناب نے زبانی گفتگو میں زہری پر سخت اِعتراض فرمایا تھا کہ زہری

نے یہ تصرف کیا ہے۔ تو یقینًا اُن کے علم میں یہ بات آئی ہوگی کہ شادی کم عمری میں ہوئی ہے یعنی روایتِ تزوج

نمبر۲۶ : کے قاعدہ کلیہ کے بارے میں یہ اِشکال ہے کہ پھر اِمام ترمذیؒ نے کیوں ایسا کیا ہے کہ روایت بھی لکھی اور اور اُسے غریب بلکہ منکر بھی لکھ ڈالا۔ معلوم ہوتا ہے اُن محدثین کا نقطہ نظر کوئی اور تھا۔

نمبر۳۱ : کے بارے میں عرض ہے کہ مصنف ہی میں اُس کے بعد نمبر ۱۰۳۵۰ کی سند بھی اُنہوں نے دی ہے، اُس میں زہری نہیں ہیں عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنْ مَّعْمَرٍ عَنْ ہِشَامِ بْنِ عُرْوَۃَ عَنْ اَبِیْہِ مِثْلَہٗ ص نمبر۱۶۲ ج نمبر۶۔

نمبر۳۲ : لفظ ''مَعَ'' میں توسع کلامِ عرب میں عام ہے اگر مراد یہ ہوتی کہ گڑیاں اُن کے ہاتھ میں تھیں تو ہاتھوں کا ذکر ہوتا۔ آیتِ مبارکہ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ میں توسعاً ہی اِستعمال فرمایا گیا ہے۔ اِس طرح یہ اِشکال نہیں رہتا۔

اُن کے بالغہ نابالغہ ہونے کے بارے میں کوئی روایت خود اُن سے عام کتابوں میں تو ہے نہیں اقوالِ علماء ضرور ہیں۔ اور حافظ عینی نے نابالغہ لکھا ہے۔

بلوغ کا مدار آب و ہوا اور غذاء کی نوعیت پر بھی ہے اور قومیت پر بھی۔ ہمارے علاقہ پنجاب میں آج کل بھی بہت سی لڑکیاں گیارہ سال کی عمر میں بالغ ہو جاتی ہیں۔ بنگلہ دیش میں اِس سے بھی کم عمر میں ہو جاتی ہیں۔ دین پور (بہاولپور) میں گیارہ سال کی عمر میں رُخصتی بھی ہوتی رہتی ہے۔ اُس زمانے میں آب و ہوا اور بھی صاف تھی گیارہ سال سے پہلے بھی بلوغ کا امکان عقلاً واضح ہے۔ لیکن عدمِ بلوغ یا اُن کی کم عمری تو بَنٰی بِھَا اور اھدیت الیہ وغیرہ کے مفہوم کو عموم سے ہٹانے کی وجہ سے باعثِ اِشکال ہوتی ہے کہ عام طور پر اُسے ایک خاص معنٰی میں ہی سمجھا جاتا ہے، محض رُخصتی کے معنی میں لیا جائے تو وہ خاص اِشکال نہیں رہتا ورنہ کس کس روایت کو آپ رَد فرمائیں گے؟

نمبر۳۳-۳۴ : نہ اُن کی کتابیں میرے پاس ہیں، نہ مجھے فرصت ہے، نہ اِتنی عقیدت کہ کتابیں منگاؤں اور فرصت نکال کے پڑھوں۔

نمبر۳۷ : کے بارے میں عرض ہے کہ اِرشادِ باری تعالیٰ وَاٰخَرِیْنَ مِنْھُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِھِمْ اور وَالَّذِیْنَ جَآءُ وْا مِنْ بَعْدِھِم سے تابعین کی فضیلت پر اِستدلال کیا گیا ہے اور ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَھُمْ اور اِس کے ہم معنٰی روایات سے صراحۃً اُن کی فضیلت ثابت ہوتی ہے۔ اُن پر بے دھڑک جرح ہرگز دُرست نہیں ہوسکتی خصوصاً جس سے اُن کا اِستخفاف ہوتا ہو اور یہ مسئلہ تو ایسا بھی نہیں ہے کہ اُس میں انہوں نے خلافِ نص قرآنی کوئی بات کہی ہو۔

نمبر۳۹ : اگر مسئلہ مابہ النزاع ہوتب تو ذکر نہ کرنے سے یہ اِستدلال ایک حد تک درست مانا جاسکتا ہے ورنہ جب بھی یہ مسئلہ لکھا گیا ہو اُس وقت سے ہر مذہب کے متبعین کو دیکھا جائے گا کہ اُنہوں نے اپنے امام کے مقرر کردہ اُصول کے مطابق چل کر کیا کہا ہے۔

امام محمدؒ کی کل تصانیف اور اِمام ابو یوسف اور اِمام اعظم رحمۃ اللہ علیہما کی کل مرویات آج دستیاب ہی نہیں ہیں۔ اور مدونہ میں بیشتر وہی باتیں ہیں جو اِمام مالکؒ سے دریافت کی گئیں اور اُنہوں نے جواب دیا۔ اُس میں نہ ہونے سے قبول نہ کرنا ثابت نہیں کیا جاسکتا۔

اور محمد بن اسحاق کو امام فِی الْمَغَازِیْ مانا گیا ہے۔ اُن سے اگر منقول نہ ہو تو کیا ہوا۔ اُن کے قریبی دور کے مؤرخ واقدی نے ذکر کیا ہے اور سیرت ابن ہشام میں بھی موجود ہے۔

نمبر۴۰ : کے بارے میں عرض ہے کہ اِمام ابوحنیفہ اور امام مالک رحمہما اللہ کے اساتذہ نے بلکہ جن پر مسلکِ حنفی کی بنیاد ہے اِس روایت کو قبول کیا ہے۔ اور اُن سے اِس روایت اساتذہ کو قبول نہ کرنا اور رد کرنا کہیں ثابت نہیں ہے، اگر ہے تو ضرور تحریر فرمائیں۔ نسائی شریف میں یہ سند موجود ہے عَنْ اِبْرَاھِیْمَ عَنِ الْاَسْوَدِ عَنْ عَائِشَۃَ تَزَوَّجَھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ وَھِیَ بِنْتُ تِسْعٍ وَمَاتَ عَنْھَا وَھِیَ بِنْتُ ثَمَانِیَ عَشْرَۃَ۔ (ص نمبر۶۲ ج ۲) ابراہیم واسود پر بنائے حنفیت ہے۔ وہ اہم ترین شخصیات ہیں۔ اور تعجب ہے کہ اِمام شافعی اور اِمام احمد رحمۃ اللہ علیہما کا اِس روایت کو قبول کرنا بھی جناب کے نزدیک وزنی نہیں جبکہ وہ اُمت کے چار عظیم طبقوں میں سے دو کے اِمام ہیں۔ بلکہ جناب نے اُسے قصداً بہت معمولی بات بنا کر لکھا ہے (اور

آج کل تو یہ اُصول چل رہا ہے کہ بعد میں آنے والے کی تحقیق زیادہ معتبر ہوتی ہے۔ اِس لحاظ سے اُن دونوں اِماموں کی تحقیق زیادہ وقیع ہونی چاہیے اور جناب بھی اِسی اُصول پر چل کر تحقیق کر رہے ہیں)۔

نمبر۴۴۔۴۶۔۵۲ : صحاح کی ہر روایت پر مجھے قطعاً اصرار نہیں ہے مگر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہ کی نو سال کی عمر میں رُخصتی جیسا کہ جناب نے نمبر ۱۸ میں تحریر فرمایا ہے چار حضرات سے مروی ہے، یہ خبر واحد بھی نہیں ہے۔

نمبر ۴۸۔ ۴۹ میں اِرشاد فرمودہ باتیں بہت کمزور ہیں اور اِمام بخاری و مسلم وغیرہ کے اُصول اس طرح نا تمام ذکر فرمائے گئے ہیں جن سے یہ مطلب سمجھ میں آتا ہے کہ اُن کے یہاں بیان ثقاہت وتثبت وحفظ وغیرہ کی قید نہیں تھی۔

سوال نمبر۳ : نمبر ۵۰ میں اِمام نسائی کے بارے میں یہ جملہ ''جو نقدِ حدیث کے مسلم اِمام ہیں'' جناب کا ہے یا علامہ عثمانیؒ کا ہے یا دونوں کا۔ یعنی آپ کی بھی اُن کے بارے میں یہی رائے ہے۔

نمبر ۵۱ : میں جناب نے تحریر فرمایا ہے کہ امام مالکؒ نے کسی بدعتی سے روایت نہیں لی حالانکہ اُنہوں نے ابن شہاب زہری رحمۃ اللہ علیہا سے لی ہے، اِس کے بعد تو جناب کو اُن کی طرف سے دِل صاف کر لینا چاہیے۔

نمبر۵۳،۵۴،۵۵،۵۶،۵۷،۵۸ : میں تحریر کردہ باتیں فیصلے نہیں ہیں بحثیں ہیں ورنہ عقیدت تو کجا رہی اُن کتابوں کو کوئی ہاتھ بھی نہ لگاتا اور لوگوں کے اِسی قسم کے اعتراضات حتی کہ مُرجئہ میں ہونے کا اعتراض اِمام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پر کتابوں میں موجود ہے۔ بلکہ خطیب بغدادی نے سو صفحات سے زیادہ میں اِمام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ لکھا ہے لیکن پچاس سے زائد صفحات میں امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف دُنیا بھر کی روایات جمع کر دی ہیں۔ نیز امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ اور امام محمد رحمۃ اللہ علیہ میں آپس میں مخالفت وحسد کے واقعے بھی لکھے گئے ہیں لیکن ہم نہ وہ مانتے ہیں اور نہ ایسے اِعتراضات کو جو اُن ائمہ حدیث پر کیے گئے ہیں قول فیصل مانتے ہیں۔

اِمام بخاریؒ فرماتے ہیں جَعَلْتُهٗ حُجَّةً بَيْنِيْ وَبَيْنَ اللّٰهِ. لہٰذا اُنہوں نے وہ باتیں اپنی کتاب میں لی ہیں جن پر اُن کا عمل تھا۔ اُنہوں نے امام مالک، شافعی، احمد سب سے بہت سے مسائل میں اِختلاف کیا ہے اور خلقِ قرآن کے موضوع پر ایک غلط فہمی پیدا ہوگئی تھی ورنہ اُن کا عقیدہ بخاری شریف کے بالکل آخر میں جَهمیه اور قُدریه وغیرہ پر رَد کے ساتھ ساتھ تحریر ہے۔

نمبر۶۰ : تِلْكَ الْغَرَانِيْقُ کو سب نے رَد کیا ہے۔

نمبر۶۳ : میں جناب نے لکھا ہے شدت تولی کا نتیجہ تبری کا پیدا ہونا الخ۔

چونکہ آپ عبدالرزاق سے خفا ہیں اِس لیے یہ خیال ہے۔ اور اِسی نمبر۶۵ کا اِضافہ فرمایا ہے اور مجھے وہ اور ابن ابی شیبہ اِس لیے اچھے لگتے ہیں کہ امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں اور اپنی کتابوں میں اُن کی روایات دی ہیں۔

سوال نمبر 3 : نمبر۶۶ ''دماغ چل گیا تھا'' اُن کے بارے میں یہ کس نے لکھا ہے؟

نمبر۶۷ : یہ ایک شبہ ہے جو نہ کرنا چاہیے۔

میں نے تطویل کو اِختصار میں لانے کے لیے جناب کے کئی کئی نمبروں کو یکجا کر دیا ہے اور سوالات الگ کر دیے ہیں۔

والسلام

سید حامد میاں

۲؍دسمبر ۱۹۸۰ء

عورتوں کے رُوحانی امراض

﴿ اَزافادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ﴾

عورتوں کی اِصلاح کے طریقے :

عورتوں کی اِصلاح کے لیے بس یہی کافی ہے کہ وہ دینی کتابوں کا مطالعہ کیا کریں۔ باقی آج کل ایسا (عملی) نمونہ کہ جس کو وہ خود مشاہدہ کر کے اُن کی صحبت میں رہ کر اپنے اَخلاق دُرست کرلیں عورتوں میں ایسا ہونا اور ایسی عورت ملنا تقریباً محال ہے۔ خاوندوں کو اِن کی اِصلاح کی کوشش کرنی چاہیے۔

لیکن عورتیں اپنے خاوندوں کی معتقد نہیں ہوتیں۔ اِس لیے بس کتاب پڑھایا کریں اور سنایا کریں۔ (اُس کے بعد پھر) اِصلاح ہو یا نہ ہو کتاب اُن کو پڑھ کر سناتے رہیں، (اگر اِصلاح نہ بھی ہو) وہ تو مواخذہ سے بری ہوجائیں گے۔ (حسن العزیز ص ۲/۴۷)

عورتیں پیرو شیخ بن کر اِصلاح کا کام کرسکتی ہیں یا نہیں؟ :

جب میں نے چند بزرگوں کے نام کی فہرست لکھی تھی کہ عام لوگ اُن میں سے کسی کے ساتھ وابستہ ہوجائیں، اُس وقت میرا جی چاہا کہ چند عورتوں کے نام بھی لکھوں تاکہ عورتیں اُن سے فیض حاصل کریں مگر عورتوں میں کوئی ایسی نظر ہی نہیں پڑی جس کا نام میں اِطمینان سے لکھ دیتا اور بعض ایسی بھی تھیں جن کے کمال کی خبر میں سنتا تھا اور اُس وقت اُن کے متعلق کوئی بات بے اِطمینان کی نہ تھی مگر اُن کا نام لکھنے سے چند وجوہ سے رُکا۔

☆ یہ کہ اُن کے کمالات عورتوں ہی کی زبانی سنے تھے۔ خود مجھ کو اُن کے کمالات کی تحقیق نہ تھی اور نہ تحقیق کی کوئی صورت تھی۔ بخلاف اُن بزرگوں کے جن کے نام شائع کیے گئے تھے کہ اُن سب سے میں خود مل چکا تھا۔ اور عورتوں کے بیانات پر مجھے اِطمینان نہ ہوا کہ نہ معلوم یہ اپنے ذہن میں کمال کسے سمجھتی ہوں گی۔ اور کس کو کامل سمجھتی ہوں گی۔ اُن سے یہ بھی بعید نہیں کہ ناقص کو سمجھتی ہوں گی۔

☆ اگر عورتوں کا نام کاملات کی فہرست میں شائع ہوا تو کہیں ایسا نہ ہو کہ مردوں کو بھی اُن سے

اِعتقاد ہوجائے اور بعضے مرد اُن سے فیض حاصل کرنے جائیں۔

☆ ممکن ہے کہ عورتیں دُور دراز سے اُن کی ملاقات و زیارت کے لیے سفر کریں اور ایسا ضرور ہوتا ہے اور میں عورتوں کے لیے سفر کو پسند نہیں کرتا۔ جب عورتیں سفر کر کے اُن کے پاس آتیں تو اُن بیچاری کاملات کو آنے والی عورتوں کی خاطر مدارت اور مہمان داری کرنی پڑتی ہے جس سے اُن پر بار ہوتا ہے۔

☆ پھر آنے والیوں کی خاطر مدارت کے متعلق اُن کاملات (عورتوں) میں اور اُن کے شوہروں میں جھگڑا ہوتا ہے شوہر جھلاتا ہے میرے یہاں یہ روز گاڑیاں کیسے آنے لگیں مردوں کو روز روز عورتوں کے آنے سے پردہ وغیرہ کی تکلیف ہوتی ہے اور اُن کی آزادی میں خلل پڑتا ہے۔

☆ اِس قدر رجوعات (لوگوں کے متوجہ ہونے) سے کہیں اُن کاملات (عورتوں) کا دِماغ نہ بڑھ جاتا کیونکہ یہ تعظیم و تکریم وہ بلا ہے کہ اُس کے ساتھ کامل سے کامل مرد کو بھی سنبھلنا دُشوار ہوتا ہے۔ عورتوں کا دماغ تو بہت ہی بڑھ جاتا ہے کہ ہاں ہم بھی کچھ ہیں۔ تو اُن بیچاریوں کا تھوڑا بہت جو کچھ کمال تھا وہ بھی تکبر کی وجہ سے زائل ہوجاتا۔

خیر وجوہات تو میرے ذہن میں بہت سی آئی ہیں مگر سب سے زیادہ مانع پہلی وجہ بھی تھی کہ اُن کے کمالات عورتوں ہی کی زبانی سنے ہوئے تھے اِس لیے پوری طرح اِطمینان نہ ہوا اور حقیقت میں میرا خیال صحیح نکلا میں اللہ تعالیٰ کا شکر اَدا کرتا ہوں کہ اُس وقت میں نے اُن کے نام شائع نہ کیے ورنہ شائع ہوجانے کے بعد بڑی دِقت ہوتی۔ (الکمال فی الدین ص ۱۱۶۔۱۱۷)

عورتوں کو مرد بننے کی تمنا کرنا :

حضرت اُم سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دُعاء کی تھی اور فرمایا تھا یَالَیْتَنَا کُنَّا رِجَالاً یعنی کاش ہم تو مرد ہوتے کہ مردوں کے متعلق جو فضائل ہیں وہ ہم کو بھی حاصل ہوتے۔

اللہ تعالیٰ نے اِس سے منع فرمایا اور یہ آیت نازل فرمائی وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰہُ بِہٖ بَعْضَکُمْ عَلٰی بَعْضٍ ۔ خلاصہ آیت کا یہ ہے کہ جو فضائل فطری اور غیر اِختیاری ہیں جن کے حاصل کرنے میں کوشش کا کوئی دَخل نہیں اُن کی تمنا مت کرو اور جو چیزیں اِکتساب سے تعلق رکھتی ہیں یعنی اپنے اِختیار سے جو فضائل حاصل کیے جاسکتے ہیں وہ حاصل کرو۔

پس یہ تمنّا کرنا کہ ہم مرد ہوتے اللہ تعالیٰ پر اِعتراض کرنا ہے کہ ہم کو عورت کیوں بنایا۔ جس کو جیسا بنایا اُس کے لیے وہی بہتر ہے۔ تمہارے ذمہ کوئی کام نہیں اور مردوں کے ذمہ بہت کام ہے سفر کرو، تجارَت کرو، معاش حاصل کرو، تمام دُنیا کے بکھیڑے مردوں کے ذمّہ ہیں۔ جمعہ، جماعت، دین کی اِشاعت و تبلیغ سب مردوں کے ذمّہ ہے۔ تمام اہل وعیال کا خرچ اُن کے ذمہ ہے۔ تمہارے ذمہ کچھ بھی نہیں ہے اور اسی لیے تمہارا حصّہ بھی آدھا ہی مقرر ہوا ہے بلکہ یہ تمہارے لیے زائد ہی ہے۔ اِس لیے کہ تمہارے ذمّہ کسی کا خرچ نہیں حتی کہ اپنا بھی نہیں وہ بھی مرد ہی کے ذمہ ہے۔

تمہارے لیے تو بہت آسانی ہے پس عورت ہونا تمہارا مبارک ہوگیا، کیا کروگی درجوں کو لے کر، بس نجات ہوجائے غنیمت ہے۔ اگر سزا نہ ہو تو بھی بہتر ہے، باقی اگر تم درجوں کے کام کروگی تو درجے بھی مل جائیں گے لیکن ضروری نہیں کہ تم انبیاء سے بھی بڑھ جاؤ۔ بہر حال تم کو کام بہت کم بتایا گیا ہے اِس لیے تم خوش رہو اور مردوں پر رَشک نہ کرو، نہ مرد بننے کی تمنا کرو۔ (وعظ الخصوص حقیقت عبادت ص ۳۱۶)

عورتوں کی ایک بڑی خوبی :

عورتوں میں تعریف کی بات یہ ہے کہ اُن کو اللہ تعالیٰ اور رسول کے اَحکام میں شبہ نہیں ہوتا جب سن لیں گی کہ یہ اللہ اور رسول کے اَحکام ہیں گردَن جھکا دیں گی چاہے عمل کی توفیق نہ ہو لیکن اُس میں شک وشبہ اور اُس کی وجہ علت (چوں و چرا) کا سوال اُن کی جانب سے نہیں ہوتا بخلاف مردوں کے کہ اُن میں اِس طرح اِطاعت کا مادہ کم ہے خاص کر آج کل تو اِتنی عقل پرستی بلکہ اَکل پرستی (پیٹ پالنے کی فکر) غالب ہوئی ہے کہ ہر بات کی وجہ پوچھتے ہیں اپنی عقل سے ہر مسئلہ کو جانچتے ہیں اور اُس میں رائے زنی کرتے ہیں کہ عقل کے موافق ہے یا نہیں۔ اور عورتوں کی خواہ سمجھ میں آئے یا نہ آئے لیکن وہ تسلیم کرلیں گی۔ ابھی ایک تازہ واقعہ ہوا ہے کہ ایک معاملہ میں ایک عورت کو جوش وخروش تھا۔ میں نے کہلا بھیجا کہ شریعت کا حکم اِس کے متعلق یہ ہے سنتے ہی گردن جھکا دی اور اُس کے بعد ایک حرف اِس کے خلاف اُس کی زبان سے نہیں نکلا۔ اور جس بات پر اِنکار تھا فوراً اُس کو قبول کرلیا۔ عورتوں میں یہ بڑی خوبی ہے۔ (وعظ الدنیا ملحق دُنیا و آخرت ص ۸۵)

ہمارے قریب میں پانی پت کی عورتیں بہت دین دار سُنی جاتی ہیں۔ اُن میں بعض لڑکیاں قرآن کی حافظہ ہیں اور بعض لڑکیاں شعبہ قراءت کی ماہر ہیں۔ قرآن پڑھی ہوئی تو تقریباً سب ہی ہیں۔ (باقی صفحہ ۶۳)

قسط : ۴

حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب

﴿ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ﴾

۞ ۞ ۞

حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں سیّدِ عالم ﷺ کا آنا جانا :

حضرت رسولِ خدا ﷺ باخدا بھی تھے اور باخلق بھی یعنی اللہ جل شانہ، سے تعلق و محبت اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں بھی پوری طرح مشغول رہتے تھے اور مخلوق کے حقوق کی اَدائیگی اور میل جول میں بھی کوتاہی نہ فرماتے تھے۔ آپ ﷺ چونکہ معلمِ انسانیت تھے اِس لیے آپ ﷺ کی زندگی ساری اُمت کے لیے نمونہ ہے۔ آپ ﷺ کی زندگی سے سبق ملتا ہے کہ نہ تو اِنسان کو سراسر کنبہ و خاندان کی محبت میں پھنس کر خداوندِ عالَم سے غافل ہوجانا چاہیے اور نہ بزرگی کے دھوکہ میں کنبہ و خاندان سے کٹ کر اَذکار و اَوراد کو مشغلۂ زندگی بنالینا چاہیے۔ اعلیٰ اور اَکمل مقام یہی ہے کہ آنحضرت ﷺ کا پورا پورا اتباع کرے اور ہر شعبۂ زندگی میں آپ ﷺ کے اِقتداء کو ملحوظ رکھے۔ آنحضرت ﷺ نے نکاح بھی کیے اور آپ ﷺ کی اَولاد بھی ہوئی پھر صاحبزادیوں کی شادیاں بھی کیں اور اُن کی شادیاں کر دینے کے بعد بھی اُن کی خیر خبر رکھی حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح جب آپ ﷺ نے حضرت سیّدنا علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کردیا تو آپ ﷺ اُس روز رات کو اُن کے پاس تشریف لے گئے اور اکثر جاتے رہتے تھے اور اُن کے حالات کی خیر خبر رکھتے تھے اور اُن کے بچوں کو پیار کرتے تھے۔ ایک مرتبہ حضرت سیّدنا علی اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہما کے درمیان آپس میں کچھ رنجش ہوگئی تو حضورِ اَقدس ﷺ نے اُن کے گھر تشریف لے جاکر صلح کرادی۔ اِس کے بعد باہر تشریف لائے اور حاضرین میں سے کسی نے دریافت کیا کہ آپ جب اُن کے گھر داخل ہوئے تو چہرے پر کوئی خاص خوشی کا اَثر نہ تھا اور اَب جبکہ باہر تشریف لائے ہیں تو چہرہ پر خوشی کے آثار ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا میں کیوں خوش نہ ہوں جبکہ میں نے اپنے دو پیاروں کے درمیان صلح کرادی۔ (اصابہ)

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے، وہاں حضرت

علی رضی اللہ عنہ کو موجود نہ پایا۔ صاحبزادی سے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ عرض کیا کہ ہمارے آپس میں کچھ رنجش ہوگئی تھی لٰہذا وہ غصہ ہو کر چلے گئے اور میرے پاس قیلولہ نہ کیا۔ ایک صاحب سے آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ دیکھنا وہ کہاں ہیں؟ اُنہوں نے جا کر تلاش کیا اور واپس آکر عرض کیا کہ وہ مسجد میں سو رہے ہیں۔ آنحضرت ﷺ مسجد میں تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ وہ لیٹے ہوئے (سو رہے) ہیں اور اُن کے پہلو سے چادر گر گئی ہے جس کی وجہ سے اُن کے جسم کو مٹی لگ گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ مٹی پونچھنے لگے اور فرمایا قُمْ اَبَا تُرَابٍ قُمْ اَبَا تُرَابٍ) اُو مٹی والے اُٹھ اَو مٹی والے اُٹھ۔ (بخاری شریف)

صاحبِ فتح الباری نے اِس حدیث سے کئی مسئلے ثابت کیے ہیں مثلاً (۱) جو غصہ میں ہو اُس سے ایسا مذاق کرنا جس سے اُس کو مانوس کیا جا سکے دُرست ہے۔ (۲) اپنے داماد کی دلداری اور ناراضگی دُور کرنا بہتر عمل ہے۔ (۳) باپ اپنی بیٹی کے گھر میں بغیر داماد کی اجازت کے داخل ہو سکتا ہے جبکہ یہ معلوم ہو کہ اُس کو گرانی نہ ہوگی۔ (فتح الباری)

ایک مرتبہ حضرت سیّدِ عالَم ﷺ حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لے گئے، حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔ وہاں پہنچ کر حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے بارے میں سوال فرمانے لگے کہ کیا یہاں چھوٹوا ہے؟ کیا یہاں چھوٹوا ہے؟ اِتنے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپہنچے حتّٰی کہ دونوں ایک دُوسرے سے گلے لپٹ گئے۔ اُس وقت آنحضرت ﷺ نے دُعا کی کہ اے اللہ ! میں اِس سے محبت کرتا ہوں تو بھی اِس سے محبت فرما اور جو اِس سے محبت کرے اُس سے بھی محبت فرما۔ (مشکٰوۃ) یہ اُس وقت کی بات ہے جبکہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ چھوٹے سے تھے۔

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہم روایت فرماتے ہیں کہ ہمارے (بچپن کے زمانہ میں) رسول اللہ ﷺ مجھ کو اپنی ران پر بٹھاتے تھے اور دُوسری ران پر حسن بن علی رضی اللہ عنہم کو بٹھا لیتے تھے اور دونوں کو چمٹا لیتے تھے اور یوں دُعاء فرماتے تھے اَللّٰھُمَّ ارْحَمْھُمَا فَاِنِّیْ اَرْحَمُھُمَا (بخاری شریف) اے اللہ اِن پر رحم فرما کیونکہ میں اِن پر رحم کرتا ہوں۔ بعض مرتبہ آنحضرت ﷺ حضرت سیّدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرماتے کہ میرے بیٹوں (یعنی حضراتِ حسنینؓ) کو لاؤ۔ پھر آپ ﷺ اُن کو سونگھتے اور (سینہ سے) چمٹاتے تھے۔ (ترمذی شریف)

حضرت اُسامہ بن زید رضی اللہ عنہم فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ رات کو میں ایک ضرورت کے لیے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں پہنچا (باہر سے اپنے آنے کی اطلاع دی) آپ چادر لپیٹے ہوئے باہر نکلے۔ چادر میں کچھ محسوس ہوتا تھا۔ میں نے جب اپنی ضرورت محسوس کرلی تو عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! یہ کیا ہے جسے آپ لپیٹے ہوئے ہیں؟ آپ ﷺ نے چادر کھول دی تو میں نے دیکھا کہ آپ کے ایک کولہے پر حسنؓ اور دُوسرے کولہے پر حسینؓ ہیں۔ آپ ﷺ نے اُس وقت فرمایا کہ یہ میری اُولاد ہیں اور میری صاحبزادی کی اَولاد ہیں اور یہ بھی دُعا دی اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اُحِبُّھُمَا فَاَحِبَّھُمَا وَاَحِبَّ مَنْ یُّحِبُّھُمَا اے اللہ! میں اِن سے محبت کرتا ہوں پس تو بھی اِن سے محبت فرما اور جو اِن سے محبت کرے اُن سے بھی محبت فرما (مشکوٰۃ)۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ اِس حال میں باہر تشریف لائے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ آپ کے مبارک دَوش پر بیٹھے ہوئے تھے۔

خانگی اَحوال :

حضرت علیؓ کوئی سرمایہ دار آدمی نہ تھے۔ اِن کے یہاں نہ اَسبابِ عیش فراہم تھے نہ خورد ونوش کی فراوانی تھی۔ گھر میں نہ سامان بہت تھا نہ گھر عمدہ تھا نہ کوئی خدمت گار تھا۔ آنحضرت ﷺ نے جو حال (فقرو فاقہ کا) اپنے لیے پسند کیا وہی داماد اور بیٹی کے لیے پسند فرمایا تھا۔ ایک مرتبہ حضرت سیّدہ فاطمہؓ حاضر خدمت ہوئیں اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ! میرے اور علیؓ کے پاس صرف ایک مینڈھے کی کھال ہے جس پر ہم رات کو سوتے ہیں اور دن کو اُس پر اُونٹ کو چارہ کھلاتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ اے میری بیٹی! صبر کر! کیونکہ موسٰی علیہ السلام نے دس برس تک اپنی بیوی کے ساتھ قیام کیا اور دونوں کے پاس صرف ایک عَبا تھی (اِسی کو اَوڑھتے اور اِسی کو بچھاتے تھے)۔ (شرح مواہب لدنیہ)

ایک روز آنحضرت ﷺ حضرت سیّدہ فاطمہؓ کے گھر تشریف لے گئے۔ اُس وقت حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ موجود نہ تھے۔ آنحضرت ﷺ نے دریافت فرمایا کہ میرے بیٹے کہاں ہیں؟ عرض کیا آج اِس حال میں صبح ہوئی کہ ہمارے گھر (کھانے کو تو کیا) چکھنے کو (بھی) کچھ نہ تھا، لہٰذا (اِن کے والد جناب) علیؓ اِن کو یہ کہہ کر (باہر) لے گئے ہیں کہ گھر میں تم کو روکر پریشان کریں گے، فلاں یہودی کے پاس گئے ہیں (تاکہ کچھ محنت مزدوری کر کے لاویں) یہ سُن کر آنحضرت ﷺ نے بھی اُس طرف توجہ فرمائی اور اُن کو

تلاش فرمالیا۔ وہاں دیکھا کہ دونوں بچے ایک کیاری میں کھیل رہے ہیں اور اُن کے سامنے کچھ کھجوریں پڑی ہیں۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت علیؓ سے فرمایا کیا میرے اِن بچوں کو گھر نہیں لے چلتے ہو؟ گرمی تیز ہونے سے پہلے پہلے لے چلو۔ اُنہوں نے عرض کیا اِس حال میں آج صبح ہوئی ہے کہ ہمارے گھر میں کچھ بھی (کھانے بلکہ چکھنے کو) نہ تھا (اس لیے اِن کو لے آیا ہوں۔ اَب میرے اور بچوں کے پیٹ میں تو کچھ پہنچ گیا مگر فاطمہؓ کے لیے کچھ کھجوریں اور جمع کرنا ہے) تھوڑی سی دیر جناب اور تشریف رکھیں تو میں فاطمہؓ کے لیے (بھی) چند کھجوریں جمع کرلوں آنحضرت ﷺ اور ٹھہر گئے حتّٰی کہ کچھ کھجوریں حضرت سیّدہ فاطمہؓ کے لیے جمع ہوگئیں۔ اِن کھجوروں کو ایک چھوٹے سے کپڑے میں باندھ کر واپس ہوئے۔ ایک بچہ کو حضرت سرورِ عالم ﷺ نے اور دُوسرے بچہ کو حضرت علی مرتضٰی سیّد السادات ؓ نے گود میں لیا اور اِسی طرح گھر پہنچے (الترغیب والترہیب جلد۵)۔ واقعہ کے اَنداز سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سیّدنا علی مرتضٰیؓ نے یہودی کے باغ میں مزدوری کرکے اپنے لیے اور بچوں کے لیے اور اپنی اہلیہ محترمہ کے لیے کھجوریں حاصل کی تھیں۔

آنحضرت ﷺ کے گھر میں بھی فقر و فاقہ رہتا تھا اور آپ ﷺ کی صاحبزادی کے گھر میں بھی یہی حال تھا۔ جب کچھ میسر آجاتا تو ایک گھر دُوسرے گھر کی خبر لیتا تھا۔ حضرت سیّدنا علیؓ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ میرے گھر میں کچھ نہ تھا جسے میں کھالیتا اور اگر آنحضرت ﷺ کے گھر میں کچھ ہوتا تو مجھے پہنچ جاتا۔ لہٰذا میں مدینہ سے باہر ایک جانب کو نکل گیا اور ایک یہودی کے باغ کی دیوار کے باہر سے جوشق ہوگئی تھی اَندر کو جھانکا۔ باغ والے یہودی نے کہا کہ اے اَعرابی کیا چاہتا ہے؟ میرے باغ کو پانی دے دے۔ اگر ہر ڈول پر ایک کھجور لینا منظور ہو؟ میں نے کہا اچھی بات ہے دروازہ کھول۔ چنانچہ اُس نے دروازہ کھول دیا اور میں نے پانی کھینچنا شروع کردیا۔ ہر ڈول پر وہ مجھے ایک کھجور دیتا جاتا تھا۔ جب اِتنی کھجوریں ہوگئیں کہ میری تھیلی بھر گئی تو میں نے کہا بس مجھے یہ کافی ہیں۔ اِن کو کھا کر اور پانی پی کر میں آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوگیا۔ آپ ﷺ اُس وقت مسجد میں صحابہؓ کی ایک جماعت کے ساتھ تشریف رکھتے تھے۔ (الترغیب والترہیب)

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سیّدہ فاطمہؓ نے ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کو جَو کی روٹی کا ایک ٹکڑا دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے فاطمہ! تین روز سے میں نے کچھ کھایا نہیں اِتنا عرصہ گزر جانے پر یہ مجھے ملا ہے۔ (الترغیب والترہیب)۔ (باقی صفحہ ۳۸)

قسط : ۲،آخری

اَلوَداعی خطاب

جامعہ مدنیہ جدید میں ۱۹؍شعبان المعظم کوشیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب نے دورۂ صرف ونحو کے تقریباً ۶۰۰ طلباء سے الوداعی خطاب کیا جسے قارئین کرام نے گذشتہ شماروں میں ملاحظہ فرمایا۔خطاب کے بعد طلباء کرام کی جانب سے حسب معمول سوال وجواب کا سلسلہ شروع ہوا۔اس کی افادیت کے پیشِ نظر بعض سوال وجواب شائع کیے جارہے ہیں،قارئین کرام ملاحظہ فرمائیں۔(ادارہ)

سوال : کہتے ہیں کہ دورۂ صرف نحو میں کافی تعداد میں علمائے کرام حضرات ہیں مہربانی فرما کرآپ اُنہیں اِجازتِ حدیث دیں۔

جواب : جو جو علماء ہیں یہاں کون کون ہیں جو فارغ ہو چکے ہیں وہ ذرا ہاتھ کھڑا کرلیں جو فارغ ہوئے ہوں۔ ماشاء اللہ آٹھ دس ہیں ۔تو جو دورہ حدیث شریف کر چکے ہیں اور علمائے دیوبند اہل سنت والجماعت کے عقائد پر قائم ہیں خاص طور پر جو آج کل مسئلہ حیات النبی ﷺ کا ہے اُس پر قائم ہیں جو علمائے دیوبند نے جیسے بتایا ہے اور آئندہ بھی اِس پر قائم رہیں تو اُنہیں ہمارے طرف سے اِجازتِ حدیث ہے اللہ تعالیٰ قبول فرمائیں اور اِسی عقیدہ پر ہم سب کو قائم رکھے۔

سوال : مجھے کچھ پریشانی ہے ہمارے قائد حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب کے پیچھے لوگ بہت بُرا بھلا کہتے ہیں اور مجھے بہت پریشانی ہے اِس کے بارے میں ہماری کچھ رہنمائی کریں۔

جواب : آپ نے یہ سوال کیا تو اِس پر کچھ بیان کر دیتا ہوں تھوڑا سا اللہ تعالیٰ صحیح بات کرنے کی توفیق دے اور سمجھنے کی بھی توفیق دے۔

یہ سیاسی میدان ہے سیاست میں وہ آئے ہوئے ہیں اور سیاسی میدان میں ہمیشہ ایسا ہوتا ہے کہ گالیاں زیادہ پڑتی ہیں تعریف کم ہوتی ہے، چاہے وہ مولانا فضل الرحمٰن صاحب ہوں چاہے وہ مولانا مفتی محمود صاحب ہوں چاہے وہ حضرت مولانا حسین اَحمد مدنیؒ ہوں چاہے وہ مولانا حفظ الرحمٰن صاحب سیوہاروی ہوں چاہے وہ مولانا سید محمد میاں صاحب ہوں چاہے وہ مفتی کفایت اللہ صاحب ہوں چاہے وہ شیخ الہند ہوں چاہے

وہ حضرت مولانا گنگوہیؒ ہوں چاہے وہ امام ابوحنیفہ ہوں چاہے وہ امام ابویوسف ہوں سب سیاست میں تھے سیاست کی ہے۔ چنانچہ کتاب بھی موجود ہے ''امام ابوحنیفہ ؒ کی سیاسی زندگی''۔تو سیاسی عمل جو ہے اِس میں گالم گلوچ ، حملے، قتل یہ چیزیں ہوتی ہیں۔ یہ کام بہت دل گردے کا ہے ہر ایک کے بس کا نہیں ہے۔حضرت تھانویؒ کا طریقہ بہت اچھا تھا وہ دل اور باطن کے صاف اِنسان تھے بزرگ تھے اُنہوں نے صاف بات کی تھی اُن جیسی صاف بات اگر ہم سب اپنالیں تو خیر ہو جائے جھگڑا ختم ہو جائے خیر یہ ہوگی کہ ہم جو لوگ سیاست نہیں کرسکیں گے وہ عملاً کنارہ کش رہیں گے کوئی اور دینی خدمت کریں گے لیکن جو سیاست کر رہے ہیں اُن کی تائید کریں گے اُن کی قدر کریں گے یہ فائدہ ہوگا۔

حضرت سے کسی نے کہا حضرت آپ سیاست کیوں نہیں کرتے ؟ بار بار کسی نے کہا ہوگا تو اُنہیں غصہ آیا اُنہوں نے کہا کہ تم یہ چاہتے ہو میں سیاست کروں اور پھر میں جیل جاؤں اور جیل جا کر میں معافی مانگ کر باہر آجاؤں اور سب کی ناک کٹوادوں یہ چاہتے ہو؟ مطلب یہ تھا کہ سیاست مشکل چیز ہے ہر ایک نہیں کرسکتا میرا مزاج چونکہ (سیاسی) نہیں ہے، اَب میں اگر میں (سیاست) کروں گا اور جاؤں گا اور پھر وہ مشکلات اور صعوبتیں جب مجھ پر آئیں گی اور میں نہ جھیل سکا اور معافی مانگ کر یا کوئی ایسی چیز کر کے باہر آیا تو سب کی رُسوائی ہوگی کہ نہیں ہوگی؟ یہ کتنے دل گردے کی بات ہے اُنہوں نے صاف صاف کہہ دیا۔

آج کے علماء کو بھی یہی چیز اپنانی چاہیے جو سیاست کرسکتے ہیں وہ کریں اور ضرور کریں تاکہ لوگوں کو سیاسی رہنمائی مذہب کی روشنی میں مل جائے اور جو نہیں کرسکتے ہیں وہ سیاست دانوں کو خدا کے لیے بُرا نہ کہیں اُن کی قدر کریں کیونکہ وہ مشکل کام ہے دل گردے کا کام ہے جان جونکھوں میں ڈالنی پڑتی ہے ہر وقت قاتلانہ حملے کا اُنہیں خطرہ رہتا ہے آپ اُنہیں جہاز میں پھرتا دیکھتے ہیں یہ بات اَور ہے اَب سواری جہاز ہے تو جہاز پر ہی جائیں گے پنڈی جانے کے لیے بیل گاڑی پر تھوڑی جائیں گے اِسلام آباد جانا ہے قومی اسمبلی کا اجلاس ہے تو اَب آپ یہ کہیں کہ اُنہیں بیل گاڑی پر یا چھکڑے پر جانا چاہیے یہ کیسے ہوسکتا ہے؟ جہاز ہی پر جائیں گے۔ میں ہوتا اُن کی جگہ تو میں بھی جہاز پر جاتا اور آپ ہوتے اُن کی جگہ اور جو اُنہیں گالیاں دے رہا ہے وہ ہوتا اُن کی جگہ تو وہ بھی جہاز پر ہی جاتا اور گاڑی میں یا ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر جاتا۔ یہ تو حالات ہیں سواری ہے اِس دَور کی۔

حضرت والد صاحبؒ جمعیت کے اَمیر تھے اِتنے اِتنے بڑے خط غلاظت بھرے گالیوں کے بہتانوں کے ایسے ایسے آتے تھے کہ دل چاہتا تھا کہ وہ ہاتھ آجائے آدمی اُس کو چیر پھاڑ دیں لیکن اُف بھی نہیں کرتے تھے۔ ایک دفعہ ایک بات ہو رہی تھی مخالف کی جس نے حضرت کو بڑا تنگ کیا تھا اور ہمارا جانی دُشمن مرتے دم تک رہا۔ اُس کا تذکرہ ہوا اور گھر میں عورتیں بھی بیٹھی تھیں ہماری والدہ اور بہنیں بھی تھیں تو کسی نے سخت جملہ میں اُسے بُرا کہہ دیا، فرمایا یہ کیوں کہہ دیا تم نے یہ کہہ کر تو تم بھی اُسی جیسی ہوگئیں اُس کی صف میں شامل کرلیا اپنے کو اَجر و ثواب ختم ہوگیا ایسا مت کرو۔

تو بھائی دیکھیے سیاست حضرت نبی علیہ السلام نے کی جب آئے تو مخالف ہوگئے لوگ، جب تک سیاست پر عمل نہیں کر رہے تھے تو چونکہ اُن کی چوہدراہٹ پر آنچ نہیں آرہی تھی وہ بُرا نہیں کہتے تھے (بلکہ) آپ کو اَمین کہتے تھے آپ کو سچا کہتے تھے آپ سے جھگڑے حل کرواتے تھے۔ جس دن نبی علیہ السلام نے یہ اعلان کیا اُنہیں (خیال) ہوا کہ اَوہو یہ تو ہماری سیاسی موت ہے اگر یہ آگے آگئے تو پھر ہماری سیاسی موت ہوگی وہی مخالف بن گئے جو کل تک اَمین بھی کہتے تھے اور سب کچھ مانتے تھے مخالف اَور دُشمن ہوگئے۔ تو یہ سیاست کا راستہ دل گردے کا راستہ ہے بہت خطرناک راستہ ہے بہت مشکل راستہ ہے ہر ایک اِس میں نہیں آسکتا اور ہر ایک کو آنا بھی نہیں چاہیے کیونکہ بہت مکار لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے جو سیاسی طور پر مکاری کرتے ہیں سادہ لوگوں کو بہکا دیتے ہیں۔

اَب جب ایک سادہ آدمی جائے گا اور وزیر اعظم اُٹھ کر کھڑے ہو کر ملے گا پھر جاتے ہوئے جوتے بھی سیدھے کرے گا اور گاڑی میں بیٹھتے وقت دروازہ بھی کھولے گا اور بٹھائے گا تو یہ کہے گا یہ بہت اچھا ہے لیکن جو عالم ایسا ہوگا جو سیاسی داؤ پیچ بھی جانتا ہے وہ سمجھ رہا ہوگا کہ یہ پوری مکاری اور عیاری کر رہا ہے وہ اُس کی اِس چیز سے ہرگز متأثر نہیں ہوگا لیکن عام آدمی متأثر ہوجائے گا۔ تو دیکھیے بھائی آپ اگر مولانا فضل الرحمٰن صاحب کا ساتھ نہیں دے سکتے تو خدا کے لیے بُرا بھی نہ کہیے کیونکہ اُن کا کچھ نہیں بگاڑ رہے اپنا بگاڑ رہے ہیں۔ مؤمن تو ہیں مسلمان تو آپ اُنہیں مانتے ہیں، کہ نہیں مانتے ؟ اگر آپ دیانۃً اُنہیں کافر سمجھتے ہیں تو پھر ٹھیک ہے آپ مخالفت کرلیں میری طرف سے اِجازت ہے اور مجھے بھی آکر قائل کرلیں میں بھی آپ کے ساتھ مل کر اُن کی مخالفت اُسی وقت شروع کردُوں گا جس دن آپ کی دلیل کو سمجھ لوں گا اور میں دعوت دوں گا سب کو کہ تم بھی

اِسی طرف آؤ اَور اُن کے ساتھی نہ بنو۔لیکن کم سے کم درجہ مسلمان ہونے کا تو شاید سب ہی مانتے ہوں گے ایک بھی انکار نہیں کرے گا۔البتہ یہ بات صحیح ہے کہ پنجاب میں کام نہیں ہورہا جماعت کا سندھ میں کام نہیں ہورہا جماعت کا یہ تو میں بھی کہتا ہوں اَور جمعیت والوں کو توجہ دلاتا ہوں۔

حضرت والد صاحبؒ بھی کہتے تھے کہ بھائی سندھ میں پنجاب میں محنت کرو سب سے زیادہ کیونکہ یہ بڑے صوبے ہیں اِس ملک کے اگر اِس میں مضبوط ہوگی جماعت تو پورے ملک میں اُس کا اَثر پڑے گا صرف سرحد اور بلوچستان میں مضبوط ہونا کافی نہیں ہے وہ محنت نہیں ہورہی جماعت سے۔حضرت تین سال امیر رہے پھر اُن کی وفات ہوگئی اُن کی زندگی نے ساتھ نہیں دیا ورنہ اُنہوں نے کام شروع کروایا تھا وہ تو حکم دیتے تھے چونکہ اَمیر تھے کرنا پڑتا تھا سب کو پنجاب میں ہل جُل بھی شروع ہوئی تھی لیکن تین سال کی مدت تو بہت مختصر ہوتی ہے اللہ کو منظور نہیں تھا پہلے تو کبھی جماعت کا وجود تھا پنجاب میں کچھ حیثیت تھی سندھ میں بھی تھی پنجاب میں بھی تھی لیکن اَب بزرگ بھی چلے گئے ، جو ہیں اُن سے محنت نہیں ہوئی توجہ نہیں ہوئی یہ کوتاہی ہونا اپنی جگہ ہے لیکن کیا وہ حق پر ہیں یا باطل پر ہیں یہ بات اَلگ ہے ہیں حق پر دین کی خدمت کررہے ہیں مکتبِ علمائے دیوبند کی نمائندگی کررہے ہیں اور علمائے دیوبند کو اُن پر اعتماد ہے۔

اَب دیکھیں مولانا اَسعد مدنی صاحبؒ اِن پر اعتماد کرتے تھے اُنہیں وہاں بلاتے تھے یہاں آتے تھے کوئی بات ہوتی تھی کوئی کچھ کہتا تھا کہتے تھے مولانا فضل الرحمٰن صاحب کیا کہتے ہیں اُن سے مشورہ کے بعد......اور مولانا اَرشد مدنی آتے تھے تو یہ سارے اکابر کیا غلط ہیں؟ اور کسی پر اِتنا اعتماد نہیں تھا اور پاکستان کی جتنی گدیاں دیکھ لیں بڑی بڑی آپ ساری اس جماعت کے ساتھ ہیں۔حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب مدظلہ العالی سب سے بڑی گدی تو اِس وقت وہی ہے اِس میں تو کوئی شک نہیں یہ تو سب مانتے ہیں وہ اِن کے ساتھ ہیں، سندھ کی ساری گدیاں اِن کی ساتھ ہیں امروٹ شریف اِن کے ساتھ ہالیجی شریف اِن کے ساتھ اور مولانا عبدالہادی صاحب دین پوریؒ کے حضرات اِن کے ساتھ۔حضرت درخواستیؒ کو کچھ تھا اِختلاف وہ نہیں تھے لیکن بعد میں وہ بھی ختم ہوگئیں چیزیں اور اُن کے حضرات بھی اِسی جماعت کے ساتھ ہیں۔

تو گدیوں کو اگر آپ دیکھ لیں سرحد میں دیکھ لیں پنجاب میں دیکھ لیں وہ بھی اِدھر، جو کہ بالکل غیر سیاسی چیز سمجھی جاتی ہیں وہ بھی اِن کے ساتھ ہیں۔مطلب یہ ہوا کہ سیاست تو نہیں کرتے لیکن وہ اپنے عمل سے

یہ کہہ رہے ہیں کہ سیاست میں رائے جو یہ کہہ رہے ہیں وہ اختیار کرو۔ اگر یہ نہیں کریں گے تو آپ مجھے دیانتداری سے بتائیں کہ ہم پیپلز پارٹی کی سیاست میں چلے جائیں جو بینظیر کہے گی یا آصف زرداری کہے گا کیا ہم وہ کریں گے؟ ہرگز نہیں۔ جو نواز شریف کہے گا ہم وہ کریں گے؟ کیا یہ زیب دیتا ہے کسی عالم کو کہ وہ یہ کہے کہ میں پیپلز پارٹی میں ہوں، کیا کسی عالم کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں مسلم لیگ میں ہوں یا وہ یہ کہے کہ میں پگاڑا لیگ میں ہوں یا وہ یہ کہے کہ میں اُسفندیار کی پارٹی میں ہوں، بھائی اِس کے علاوہ اور پارٹی کونسی ہیں؟ ہم اِسے مضبوط نہ کریں تو (گویا) ہم نے ہاتھ کاٹ لیے اور دینی مدارس کا تحفظ جماعتِ تبلیغ کا تحفظ وغیرہ ساری چیزیں ایسی ہیں کہ الحمدللہ یہ سیاسی جماعتیں ہیں اِس کی بدولت ہیں کیونکہ یہ سیاسی قوتیں جتنی ہیں سب بددین ہیں اُن کی پوری کوشش ہے کہ اِن دینی مراکز کو تباہ کردیں اور وہ کسی سے نہیں ڈرتے سیاسی قوت سے ڈرتے ہیں اَب سیاسی قوتیں جو ہیں دینی مذہبی اُن سے وہ ڈر کی وجہ سے پھر رُکتے ہیں ہاتھ روکتے ہیں اُنہیں پتہ ہے کہ ہمارا یہ سیاسی نقصان ہوجائے گا اور وہ اُن کے مقابلے میں آرہے ہیں۔

میں یہ نہیں کہتا کہ سب صحیح کر رہے ہیں مولانا فضل الرحمٰن صاحب، غلطیوں سے کوئی پاک نہیں ہے اِنفرادی حیثیت میں بھی غلطیاں ہوتیں ہیں اور اِجتماعی فیصلوں میں بھی غلطیاں ہوتیں ہیں، غلطیاں کئی ہیں اُس کے متعلق کسی کے جذبات جو ہیں وہ صحیح ہیں، میرے بھی جذبات ہیں اُن غلطیوں کو میں بھی مانتا ہوں سب مانتے ہیں اور خود جماعت والے بھی مانتے ہیں اور خود مولانا بھی مانتے ہیں اس بات کو کہ ہم سے غلطیاں ہوتیں ہیں اور ہوئی ہیں اِجتماعی فیصلوں میں بھی ہوتی ہیں لیکن اُس کا حل یہی ہے کہ اِستغفار کریں اُس کی تلافی کی کوشش کریں، آپس میں نہ لڑیں۔

کل میرے پاس ایک صاحب کا فون آیا اچھا ہوا یاد آگیا۔ اُنہوں نے کہا میری بیوی نے خواب دیکھا نمازی ہے نیک عورت ہے۔ اُس نے خواب دیکھا کہ بیت اللہ ہے اُس کے گرد لوگ طواف کررہے ہیں اور سب داڑھی والے ہیں جو طواف کررہے ہیں اور فوجی ہیں جو بیت اللہ پر گولیاں برسا رہے ہیں اور وہ فوجی جو گولیاں برسا رہے ہیں وہ سارے داڑھی مونڈے ہیں اور جو طواف کررہے ہیں وہ سب داڑھی والے ہیں، لیکن جو داڑھی والے طواف کررہے ہیں وہ طواف بھی کررہے ہیں اور آپس میں لڑ بھی رہے ہیں العیاذ باللہ، آپس میں لڑ رہے ہیں۔ میں نے کہا یہ جو حقیقت میں ہورہا ہے وہ دیکھایا گیا ہے خواب میں کہ سب ایک کلمہ کو

مانتے ہیں ایک کلمے والے کے گرد چکر لگا رہے ہیں طواف کر رہے ہیں لیکن آپس میں لڑ رہے ہیں وَلَا تَنَازَعُوْ فَتَفْشَلُوْ وَتَذْهَبَ رِيْحُكُمْ اِس کا نتیجہ کیا ہوا کہ دُشمن اگرچہ بیت اللہ سے دُور ہے لیکن اُس کے باوجود ہم کو نقصان پہنچا رہا ہے گولیاں بیت اللہ پر برسا رہا ہے۔ قریب ہم ہیں دین کے کیونکہ ہم مسلمان ہیں لیکن دین کے قریب ہونے کے باوجود جو ہمارا دُشمن ہے وہ ہمارے دین کو نقصان پہنچا رہا ہے اور ہم اپنے دین کو نہیں بچا رہے بیت اللہ کو ہم نہیں بچا رہے۔ اِس وقت ہماری آپس کی لڑائیاں اور اِختلافات کریں، اِختلاف کریں جو کرنا ہے لیکن اُس کی حد میں رہ کر۔

ایک صاحب نے مجھے بتایا وہ دُنیا دار ہیں میرے پاس آئے، اَب اُنہوں نے داڑھی رکھی لی ہے کاروباری آدمی ہیں کہنے لگے کوئی پانچ چھ ماہ کی بات ہے میں مدینہ منورہ میں تھا ایک صاحب کے ساتھ کھڑا تھا تو دو تین آدمی بھی ساتھ تھے تو ہم وہاں کھڑے تھے تو اِتنے میں مولانا فضل الرحمٰن صاحب بھی وہاں آگئے عمرے پر گئے ہوئے ہوں گے۔ وہ کوئی جمعیت کا آدمی نہیں ہے سیاسی طور پر کچھ نہیں ہے بس جیسے علماء سے تعلق اور محبت رکھتے ہیں دُنیا دار آدمی، کہنے لگے میں وہاں کھڑا تھا فلاں فلاں مذہبی لوگ بھی موجود تھے علماء اُن کے پاس تو مولانا بھی آگئے اتفاقاً وہاں سے گزر رہے تھے تو اُن عالموں میں سے جو داڑھی والے تھے اُن میں سے ایک نے کہا دیکھ رہے ہو اُس کی شکل پر کتنی لعنت برس رہی ہے۔ کہنے لگے کہ میری تو جیسے پیروں تلے زمین نکل گئی دیکھیں دُنیا دار کے جذبات اور دیندار کی بے خوفی۔ کہتا ہے کہ میرا دل ہل گیا ایک مسلمان کو یہ کلمہ کہہ دیا، عالم کا لفظ نہیں کہا اُس نے، اُس نے کہا ایک مسلمان کو یہ بات کہہ دی کم اَز کم درجہ میں مسلمان تو ہے اور مسلمان پر لعنت کرنا حرام ہے آپ خود پڑھتے ہیں حدیث میں، جس نے کسی مسلمان پر لعنت بھیجی اور وہ لعنت کا مستحق نہیں تو وہ لعنت اُسی پر واپس آتی ہے، العیاذ باللہ۔

تو یہ جو بے اِعتدالیاں ہیں یہ دین کی محنت کو تباہ کر رہی ہیں، ہم تباہی کے دہانے پر جا رہے ہیں۔ تو سیاست بہت خطرناک کام ہے دل گردے کا کام ہے اِس میں گالیاں پڑتی ہیں۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر قاتلہ حملے ہوئے ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بھی ہوئے سیاست کے وجہ سے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے سیاست میں قاتل سیاسی تھے، وہ مجوسی تھا سیاسی مخالفت کرتا تھا۔ اُن کے بعد حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ شہید ہوگئے اُن کے بعد حضرت علی کرم اللہ وجہہ شہید ہوگئے اُن کے بعد حضرت حسن، حسین شہید ہوگئے

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ پر قاتلانہ حملہ ہوا جو ناکام ہوگیا وہ بچ گئے ورنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر بھی اُسی وقت حملہ ہوا اُنہیں بھی قتل کرنے کے لیے نکلے تھے منصوبہ بنایا تھا کہ اِدھر اِنہیں مارنا ہے اُدھر اُنہیں مارنا ہے بچ گئے لیکن قاتلانہ حملے ہوئے کیونکہ سیاسی شخصیت (بھی) تھے سیاسی دُشمنی تھی حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت علی کی بھی تو سیاست میں تو ایسے ہوتا ہے یہ تو اکابر کا طریقہ ہے۔ حضرت امام ابوحنیفہ ؒ کی جیل میں وفات ہوئی جیل میں (زہر کا) پیالہ پلایا اُنہیں سیاسی اِختلاف کے وجہ سے اُن کے سامنے رکھا کہ یہ پئیں اُنہوں نے کہا یہ خودکشی ہے میں کیسے پیئوں بوڑھے تھے ستر اَسی سال اُن کی عمر تھی زبردستی پکڑ کر لٹایا اُن کے منہ میں زہر کا پیالہ ڈالا جس کے بعد اُن کی شہادت ہوگئی تو امام صاحب ؒ سیاست میں تھے جس کی وجہ سے یہ ہوا۔

امام ابویوسف ؒ سیاست کی وجہ سے اِقتدار میں شامل ہوئے اُنہوں (یعنی امام ابوحنیفہ ؒ) نے سیاسی بنیاد پر اقتدار میں آنے سے اِنکار کیا تو وہ (جیل) چلے گئے بعد میں حالات بدل گئے اور بہتر تھا جانا تو وہ امام ابویوسف ؒ چلے گئے، اُن کو اقتدار میں جانے کی وجہ سے گالیاں پڑیں اِنہیں اِقتدار کو ٹھکرانے کی وجہ سے یہ سزا بُھگتنی پڑی اُنہیں اقتدار میں جانے کی وجہ سے لوگوں نے برا بھلا کہنا شروع کیا۔ تو بھائی علماء اِقتدار میں جاتے بھی ہیں اور نہیں بھی جاتے جیسے حالات ہوں ویسا فیصلہ کرتے ہیں اَب کوئی اپنی کم عقلی کی وجہ سے اِن کی مخالفت پر اُتر آئے تو اپنا برباد کرے گا۔

اَب آپ کو میں ایک واقعہ اور سُنا دُوں حضرت امام ابو یوسف ؒ کی آج تک مخالفت کرتے ہیں مستشرقین کہ یہ تو سامراجی تھے یہ بِک گئے اور اِقتدار میں شامل ہوگئے۔ خیر اُن کی وفات ہوگئی کسی نے خواب دیکھا کہ جنت دھوئی جارہی ہے اور فرشتوں میں ہل چل مچی ہوئی ہے وہ کہتے ہیں کہ میرے پاس سے ایک فرشتہ گزرا میں نے اُس سے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے یہ ہل چل کیوں مچی ہوئی ہے؟ کہنے لگا فرشتہ کہ تمہیں نہیں پتہ؟ کہنے لگے کہ مجھے نہیں پتا، کہا کہ آج یعقوب آرہے ہیں اِمام ابویوسف ؒ کا نام یعقوب تھا وہ آرہے ہیں تو اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ جنت کو دھویا جائے اور اللہ نے ہمیں یہ بھی حکم دیا ہے کہ اُن کو پہلے میرے پاس لانا میں اُن پر موتی نچھاور کروں گا پھر جنت میں اُن کے ٹھکانے پر لے جانا اِمام ابویوسف ؒ کو جنہوں نے اِقتدار قبول کیا جنہوں نے عہدۂ قضا قبول کیا چیف جسٹس کا جنہیں سامراجی کہا گیا جنہیں بِکنے والا کہا گیا۔

حضرت والد صاحب ؒ فرماتے تھے کہ سیاسی علماء جو مخلص ہیں اور صحیح راستے پر چلتے ہیں قیامت کے

دِن جواُن کا درجہ ہوگا بڑے بڑے ولی درویشوں کی کوئی حیثیت اِن کے سامنے نہیں ہوگی۔ اِس لیے یہ واقعہ سُنایا کہنے لگے پھر فرشتہ سے پوچھا کہ یہ درجہ اِن کو کیوں ملا؟ اِس پر اُنہوں نے کہا یہ درجہ اِن کو اِس لیے ملا کہ یہ مخالفوں کی اَذیت پر صبر کرتے تھے سبحان اللہ۔ اُس نے یہ نہیں کہا کہ یہ کتاب لکھی ہے اِتنی بڑی فقہ کی، اِنہوں نے اِتنی بڑی فقہی خدمات اَنجام دی ہیں یا یہ فقہ کے اِمام تھے یہ نہیں کہا، اُس نے کہا اِتنا بڑا درجہ اللہ نے اِن کو اِس لیے دیا کہ یہ مخالفین کی اَذیت پر صبر کرتے تھے تو وہ فرماتے تھے کہ سیاست میں جتنی مخالفت کا اِنسان کو سامنا کرنا پڑتا ہے اور اُنہیں برداشت کرنا پڑتا ہے خندہ پیشانی سے۔

مولانا ابوالکلام آزادؒ فرماتے تھے کہ سیاست کے سینے میں دِل نہیں ہوتا؟ مطلب یہ ہے کہ سیاست کرنی ہے تو سینے سے دِل نکال دو پھر نخرے وخرے ایک طرف ڈال دو، گالیاں پڑیں گی یہی تمہارے لوگ تمہیں ایک دفعہ کندھے پر اُٹھائیں گے اور ذرا سی بات اُن کی منشاء کے خلاف ہوگی یہی تمہیں نیچے پٹخ دیں گے اُسی وقت تو اِس میں یہ ہوگا قدم قدم پر دِل ٹوٹتا ہے قدم قدم پر دل ٹوٹتا ہے حوصلہ بڑھانے والے بہت کم اور کبھی کبھی ہوتے ہیں دل توڑنے والے زیادہ ہوتے ہیں۔ یہ بہت مشکل راستہ ہے اِسے اِختیار نہ کریں ہرگز سوائے اُس کے جس کا دل گردہ بہت بڑا ہو بے نفس شخص جو ہے وہ آئے ورنہ ہرگز نہ آئے اور اگر نہیں آتا تو اِن کی خدمت کریں اِنشاء اللہ آخرت میں اجر وثواب ہوگا اور اِن لوگوں کے ساتھ حشر ہوگا۔

پاکستان میں اگر کوئی جماعت ہے جس کا تعلق آپ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام تک اَکابر سے جوڑیں گے وہ کون سی ہے مجھے بتائیں، پیپلز پارٹی کا جوڑیں گے؟ مسلم لیگ (ن) کا جوڑیں گے؟ مسلم لیگ (ق) کا جوڑیں گے، کس کا جوڑیں گے؟ یہی ہماری جماعت ہے اور مختلف جماعتیں جو کام کر رہی ہیں لیکن بس اِن میں ایک خامی ہے کہ آپس میں لڑ رہی ہیں یہ لڑائی چھوڑ دیں جو لڑنے سے باز نہیں آتا تو آپ اُس کو چھوڑ دیں اور اُس میں آجائیں جو نہیں لڑ رہا، ظاہری کسی کی تعریف مدنظر نہ رکھیں اور ایسا فیصلہ اللہ کی رضا کے لیے کریں کیونکہ آپ نے اللہ سے اجر لینا ہے اَب تو نماز مؤخر ہوگئی مزید سوال جواب چل رہے ہیں۔ خیر بہر حال اللہ تعالیٰ ہم سب کو جس چیز میں خیر ہو دُنیا آخرت کے اِعتبار سے وہ دے دے جس میں نہ ہو اُس سے بچائے۔ وَآخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ.

حج : اجتماعی بندگی کی علامت

﴿ حضرت مولانا مصلح الدین قاسمی ، مدرسہ شاہی/ مرادآباد، انڈیا ﴾

رمضان المبارک کا مہینہ ختم ہوگیا، حج کے مہینے شروع ہو گئے ، ہر ذی استطاعت مومن بندے کے لیے بڑی آزمائش اور قربانی کا وقت آ گیا۔ روزے دار ابھی تک اپنا گھر چھوڑ کر مسجد میں اعتکاف کے لیے آپڑا تھااور اب اسے ملک بھی چھوڑنا ہے، دیارِ محبوب کے لیے رختِ سفر باندھنا ہے، عام لباس چھوڑ کر عاشقانہ لباس زیب تن کرنا ہے، پُرتکلف رہن سہن کو خیر باد کہہ کر بے تکلف سادہ اور زاہدانہ روِش اپنانا ہے۔

دُنیا کا ہر مسلمان چاہے اُس کا تعلق کسی بھی خطے یا کسی بھی ملک سے ہو، حج جیسے عظیم الشان فریضے کو ادا کرنے کا ہمہ وقت خواہش مند اور محبوبِ حقیقی کی جلوہ گاہ دیکھنے کے شوق میں بسمل بنا رہتا ہے اور اس شوق کی آگ کو بجھانے کے لیے پوری زندگی کوششیں کرتا رہتا ہے اور زندگی کے جس مرحلے میں بھی اسبابِ سفر مہیا ہو جائیں وہ موقع کو ہاتھ سے نہیں جانے دیتا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ندائے عام ''وَاَذِّنْ فِی النَّاسِ بِالْحَجِّ '' پر لبیک کہنے کا جذبہ سفر کی تمام مشکلات کو اُس کی نگاہ میں ہیچ بلکہ سفرِ حج کی تمام تکلیفوں کو راحت بنا دیتا ہے اور کیوں نہ ہو جب کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے اپنے پرورد گار سے اس مقدس سرزمین کے لیے دعائیں کرتے ہوئے فرمایا تھا: فَاجْعَلْ اَفْئِدَةً مِّنَ النَّاسِ تَھْوِیْ اِلَیْھِمْ (سورہ ابراہیم/ ۳۷) یعنی اے اللہ! بعض لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کردے۔ رب کریم نے اپنے نبی کی دعا کو قبول فرمایا اور اس ندا کو پوری دُنیا میں عام کرنے اور تمام رُوحوں تک پہنچانے کی ذمہ داری لیتے ہوئے یہ خوشخبری سنائی : ''یَأْتُوْکَ رِجَالًا وَّعَلٰی کُلِّ ضَامِرٍ یَّأْتِیْنَ مِنْ کُلِّ فَجٍّ عَمِیْقٍ ''. (سورہ حج/ ۲۷) یعنی آپ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آئیں گے آپ کی طرف پیدل چل کر اور سوار ہو کر دُبلے دُبلے اُونٹوں پر چلے آئیں گے دور دراز علاقوں سے۔ چنانچہ مومن بندے اس عاشقانہ سفر میں ساری پریشانیاں بہ خوشی برداشت کر کے اپنے محبوب کے دروازے پر حاضری کے لیے پابہ رکاب رہتے ہیں بلکہ دنیا کے چپے چپے سے لاکھوں کروڑوں محبانِ خدا اپنے محبوبِ حقیقی کی آواز پر پروانہ وار ٹوٹ پڑتے ہیں۔

سفرِ حج پر روانہ ہونے والے تمام مومنین اپنے اردگرد موجود ذاتی وانفرادی زنجیروں کو توڑ کر پھینک دیتے ہیں تاکہ وحدت کی مشق کریں اگرچہ ان لوگوں کا تعلق مختلف قوموں سے ہے، وہ الگ الگ علاقوں کے رہنے والے ہیں، خاندانی اور نسلی اعتبار سے ایک دُوسرے سے مختلف ہیں، اِن میں عرب ہیں، عجم ہیں، ایشیائی ہیں، افریقی ہیں، یورپی ہیں، سیاہ فام اور گورے ہیں، گاؤں والے ہیں، شہر والے ہیں، عالم وجاہل ہیں، کمانڈر وحاکم ہیں، ملازم وخدمت گزار ہیں، دولت منداور فقیر ہیں۔ بہرحال یہ جو کچھ ہیں جہاں کے ہیں چاہے جیسا لباس پہنتے ہوں اور چاہے جتنی خصوصیات کے حامل ہوں، اُن کی یہ تمام چیزیں اپنی جگہ پر ہیں مگر اس سرزمین پر قدم رکھتے ہی یہ لوگ اپنی ذاتی اور انفرادی زندگی سے تعلق رکھنے والی تمام چیزوں کو ترک کر دیتے ہیں اور ایک رنگ وایک ہی قسم کا لباس پہن کر آپس میں گھل مل جاتے ہیں۔ میقات ہو یا عرفات، سعی ہو یا طواف، منٰی ہو یا مشعرحرام، ہر جگہ سب لوگ ایک ساتھ ایک شکل میں ایک ہی عمل انجام دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

تمام محبانِ خدا اور زائرینِ بیت اللہ آبادی کی بھیڑ میں گم ہو جاتے ہیں تاکہ اپنی ذات کو بھول جائیں، یہ ایک قطرے کی طرح انسانوں کے سمندر میں شامل ہو جاتے ہیں تاکہ ایک مخصوص انداز میں ابدیت کے سمندر کی سیر کرلیں کیونکہ ان لوگوں نے کثرت سے وحدت کی طرف پہنچنے کا قصد کر رکھا ہے چنانچہ ہر عاشق ومحبّ اپنا ہوش کھو کر بے خودی اور کیف ومستی کے والہانہ جذبات کے ساتھ اپنے رب کے حضور اس شان کے ساتھ آتا ہے کہ نہ اُسے اپنے کپڑوں کا ہوش ہے اور نہ بالوں کا، گرد وغبار سے اَٹے ہوئے چہرے کے ساتھ محبوب کے دروازے پر پہنچ کر اپنی حاضری کا اعلان کرتا ہے لَبَّیْکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیْکُ . لَبَّیْکَ لَا شَرِیْکَ لَکَ لَبَّیْکَ .اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَۃَ لَکَ وَالْمُلْکُ . لَاشَرِیْکَ لَکَ یعنی ''حاضر ہوں اے اللہ! حاضر ہوں، تیرا کوئی شریک نہیں، حاضر ہوں بے شک سبھی تعریفیں اور نعمتیں تیری ہی ہیں اور بادشاہت بھی، تیرا کوئی ساجھی نہیں''۔

دربارِ خداوندی میں پہنچنے والا ہر بندہ ایک ایک فریضے کی ادائیگی دیوانوں کی طرح کرتا ہے، کبھی اپنے مالک کے گھر کا چکر لگاتا ہے تو کبھی عرفات میں حمد وثنا کرتا ہوا اپنی کوتاہی کی معافی چاہتا ہے، کبھی مزدلفہ میں قربِ الٰہی کا خواہاں رہتا ہے تو کبھی صفا اور مروہ کے درمیان دوڑ لگا کر سنتِ عاشقانہ کو تازہ کرتا ہے، کبھی

مقامِ ابراہیم پر دست بستہ قیام کرتا ہے تو کبھی میدانِ عرفات میں سر بسجود محبوب کی یاد میں اشکبار رہتا ہے، جمرات کو نہیں نفس کے شیطان کو کنکریاں مارتا ہے، جانوروں کی نہیں حقیقتاً اپنے نفس کی قربانی دیتا ہے۔

مومن بندے کی یہی وہ ادائیں ہیں جن کے طفیل اللہ رب العزت رحمت کے خزانے کھول دیتا ہے، بڑے بڑے گنہگاروں کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور حاجی اپنے ربّ کریم کے دربار سے اس طرح لوٹتا ہے جیسے آج ماں کے پیٹ سے بے گناہ پیدا ہوا ہو۔ حدیث شریف میں اس خوش خبری کی صراحت ان الفاظ میں آئی ہے۔ مَنْ حَجَّ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ کَیَوْمٍ وَلَدَتْہُ اُمُّہٗ . (بخاری شریف) ''جس نے محض اللہ کے لیے حج کیا پس اُس نے ایسی باتیں نہ کیں جو عورتوں کے ساتھ ہوتی ہیں اور گناہ نہ کیے تو ایسا واپس ہوگا جیسا اُس روز تھا جس دن اُس کی ماں نے اسے جنا تھا''۔

حج اجتماعی بندگی کی واضح ترین علامت ہے۔ حج کے دوران مومن بندہ اپنے خالق سے وحدتِ عمل کا معاہدہ کرتا ہے، وہ اپنے ہر ایک عمل سے خداوندِ قدوس سے اپنے رابطے کی شہادت پیش کرتا ہے۔ اعمالِ حج کے دوران حاجی موت وحیات کو بخوبی سمجھ لیتا ہے وہ چلتی پھرتی آبادی کے اِس سیلاب سے میدانِ محشر، اہلِ محشر اور اہلِ محشر کی حالت کا اندازہ کر لیتا ہے کہ اصل معاملہ کیا ہے؟ سبھی لوگ دوڑ دھوپ میں لگے ہوئے ہیں تاکہ اپنے فرائض کو ٹھیک طریقے سے سمجھ لیں اور ہر فریضے کو صحیح طریقے سے ادا کریں اور کسی فریضے کی ادائیگی میں کوئی کوتاہی نہ ہو، ان کا حساب یہیں صاف ہوجائے اور کسی بھی کوتاہی اور جرم کا دَم اُن کے ذمے باقی نہ رہے۔

میدانِ عرفات کا منظر بھی قابلِ دید ہوتا ہے، دُور دُور تک جدھر بھی نگاہ اُٹھا کر دیکھو تمام لوگ ایک ہی جیسے لباس میں متحد الشکل نظر آتے ہیں، تاحدِ نگاہ انسانوں کا سیلاب اُمنڈتا ہوا دکھائی دیتا ہے۔ اس منظر کو دیکھنے کے بعد اسلامی تعلیمات کی عظمت، شان وشوکت اور اجتماعی بندگی کا اندازہوتا ہے یہاں کوئی شخص کمانڈر وحاکم نہیں اس نظام کی تنظیم کا کوئی ناظم نہیں اور کسی کو محکومیت کا احساس نہیں بلکہ تمام لوگ یکساں ہیں، کسی کو کسی پر کوئی فضیلت وبرتری حاصل نہیں، سبھی محترم ہیں، سبھی دنیوی امتیازات سے کنارہ کشی اختیار کیے ہوئے ہیں، کسی میں مال ودولت کی ہوس اور سماجی عہدہ ومقام اور دُنیاوی شان وشوکت کے حصول کی خواہش نہیں، سب اپنے گناہوں کی معافی کے لیے آئے ہیں، سب غور وفکر میں ڈوبے ہوئے ہیں مگر اُن کی فکر دنیا کے سلسلے میں نہیں بلکہ اُن کی فکر کا محور آخرت ہے۔ سب اپنے گناہوں پر نادم ہوکر اس یقین کے ساتھ آئے ہیں

کہ اس در کے علاوہ کوئی در نہیں، ان کی آنکھوں سے توسیلِ اَشک رواں ہے مگر وہ دل سے یہ کہہ رہے ہیں :
''اے اللہ! تو رحمٰن ہے، ہم ہزار برے ہیں لیکن ہمارے گناہوں سے زیادہ وسیع تیری رحمت کی چادر ہے''۔

وہ جانتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ عدل پر اُتر آئے تو ہماری نجات ممکن نہیں ہے اس لیے گھبرا کر کہتے ہیں: ''مالک! ہمیں آپ کا عدل نہیں آپ کا فضل چاہیے''۔ وہ اچھی طرح جانتے ہیں کہ ہماری کوتاہیوں کا ذخیرہ اتنا بڑا ہے کہ اگر حساب شروع ہوا تو بہر حال پکڑے جائیں گے اس لیے پکار کر کہتے ہیں: ''مالک! حساب نہ لیجئے، ہم حساب دینے کی ہمت کہاں سے لائیں ہم کو تو اپنے فضل وکرم سے حساب وکتاب کے بغیر معاف کر کے جنت دیدیجیے''۔ ہر ایک حاجی خداوندِ قدوس کے دربار میں اس یقین کے ساتھ حاضر ہوتا ہے کہ یہاں سے کوئی خالی ہاتھ نہیں لوٹا ہے، اس لیے ہم بھی بخشش کا پروانہ لے کر جائیں گے، فضلِ الٰہی اور رحمتِ باری کی بارش ہم پر بھی ضرور ہوگی۔

اپنی عاجزی کا احساس، اپنی کوتاہی کا اعتراف، اللہ کی رحمت پر اعتماد اور اس کے ساتھ ''کچھ نہ کچھ لے کر ہی جائیں گے'' کا یقین، پھر کیف ومستی وخود فراموشی اور عشق ومحبت کے جذبات سے سرشار ہونا، مچل مچل کر مانگنا، لپٹ لپٹ کر رونا، یہی وہ صدائیں اور ادائیں ہیں جو رحمتِ الٰہی کو اپنی طرف متوجہ کرتی ہیں اور ہر حاجی اپنا دامنِ مراد بھر لیتا ہے اور معصوم، صاف ستھرا، دُھلا دُھلایا بڑی دولت لے کر لوٹتا ہے۔

(بشکریہ ماہنامہ ندائے شاہی، مرادآباد، انڈیا)

بقیہ : حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے مناقب

ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ حضرت صدیق اکبرؓ اور فاروقِ اعظمؓ کے ساتھ حضرت ابواَیوب انصاریؓ کے مکان پر پہنچے۔ اُنہوں نے آپ ﷺ کی دعوت کی اور ایک بکری کا بچہ ذبح کر کے سالن پکایا اور روٹی تیار کی۔ آنحضرت ﷺ نے ایک روٹی میں تھوڑا سا گوشت رکھ کر حضرت ابواَیوبؓ کو دیا کہ یہ فاطمہ کو پہنچا دو اُس کو بھی کئی روز سے کچھ نہیں مل سکا چنانچہ وہ اُسی وقت پہنچا آئے۔ (جاری ہے)

گلدستۂ اَحادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، مدرس جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

دُنیا چار قسم کے لوگوں کے لیے ہے :

عَنْ اَبِیْ کَبْشَةَ الْاَنْمَارِیِّ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ ، یَقُوْلُ ثَلٰثٌ اُقْسِمُ عَلَیْهِنَّ، وَاُحَدِّثُکُمْ حَدِیْثًا فَاحْفَظُوْهُ فَاَمَّا الَّذِیْ اُقْسِمُ عَلَیْهِنَّ فَاِنَّهٗ مَانَقَصَ مَالُ عَبْدٍ مِّنْ صَدَقَةٍ، وَلَاظُلِمَ عَبْدٌ مَظْلِمَةً صَبَرَ عَلَیْهَا اِلَّا زَادَهُ اللّٰهُ بِهَا عِزًّا، وَلَافَتَحَ عَبْدٌ بَابَ مَسْئَلَةٍ اِلَّا فَتَحَ اللّٰهُ عَلَیْهِ بَابَ فَقْرٍ، وَاَمَّا الَّذِیْ اُحَدِّثُکُمْ فَاحْفَظُوْهُ فَقَالَ اِنَّمَا الدُّنْیَا لِاَرْبَعَةِ نَفَرٍ، عَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَعِلْمًا فَهُوَ یَتَّقِیْ فِیْهِ رَبَّهٗ وَیَصِلُ رَحِمَهٗ وَیَعْمَلُ لِلّٰهِ فِیْهِ بِحَقِّهٖ فَهٰذَا بِاَفْضَلِ الْمَنَازِلِ، وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ عِلْمًا وَلَمْ یَرْزُقْهُ مَالًا فَهُوَ صَادِقُ النِّیَّةِ یَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِیْ مَالًا لَعَمِلْتُ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَاَجْرُهُمَا سَوَاءٌ، وَعَبْدٌ رَزَقَهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَمْ یَرْزُقْهُ عِلْمًا فَهُوَ یَتَخَبَّطُ فِیْ مَالِهٖ بِغَیْرِ عِلْمٍ لَّایَتَّقِیْ فِیْهِ رَبَّهٗ وَلَایَصِلُ فِیْهِ رَحِمَهٗ وَلَایَعْمَلُ فِیْهِ بِحَقٍّ فَهٰذَا بِاَخْبَثِ الْمَنَازِلِ، وَعَبْدٌ لَمْ یَرْزُقْهُ اللّٰهُ مَالًا وَلَاعِلْمًا فَهُوَ یَقُوْلُ لَوْ اَنَّ لِیْ مَالًا لَعَمِلْتُ فِیْهِ بِعَمَلِ فُلَانٍ فَهُوَ نِیَّتُهٗ وَوِزْرُهُمَا سَوَاءٌ. (ترمذی بحوالہ مشکوۃ ص ۴۵۱)

حضرت ابوکبشہ انماری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اُنہوں نے رسول اللہ ﷺ کو سنا آپ فرما رہے تھے کہ تین باتیں ایسی ہیں جن (کے حق و سچ ہونے) پر میں قسم کھا سکتا ہوں، اور میں تم سے ایک بات کہتا ہوں اُسے یاد رکھنا، رہیں وہ باتیں جن (کے حق و سچ ہونے) پر میں قسم کھا سکتا ہوں وہ یہ ہیں کہ (1) کسی بھی بندہ کا مال صدقہ و خیرات کرنے سے کم نہیں ہوتا (2) اور جس بندہ پر ظلم کیا جائے اور وہ بندہ اُس ظلم و زیادتی پر صبر کرے تو

اللہ تعالیٰ اُس کی عزت کو بڑھا دیتے ہیں (3) اور جس بندہ نے (اپنے نفس پر) سوال کا دروازہ کھولا اللہ تعالیٰ اُس کے لیے فقر و اِفلاس کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔

رہی وہ بات جس کے بارے میں میں نے تمہیں بتانے اور یاد رکھنے کو کہا تھا وہ یہ ہے کہ یہ دُنیا چار قسم کے لوگوں کے لیے ہے: (ایک تو) وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال و دولت بھی عطا کیا اور علم کی دولت سے بھی نوازا، یہ بندہ اپنے مال و دولت کے بارہ میں اپنے پروردگار سے ڈرتا ہے (اُس کے ذریعے اپنے عزیزوں اور قرابت داروں کے ساتھ) صلہ رحمی کرتا ہے، اور اُس مال و دولت میں سے اُس کے حق کے مطابق اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کی غرض سے خرچ کرتا ہے، پس یہ بندہ تو اللہ تعالیٰ کے یہاں افضل ترین درجے و مرتبہ والا ہے۔ (دُوسرا) وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے علم عطا کیا لیکن مال و دولت سے نہیں نوازا، یہ بندہ (اپنے علم کے سبب) سچی نیت رکھتا ہے اور (مال و دولت کے حصول کی آرزو اور خواہش رکھتے ہوئے) کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال و دولت ہوتا تو میں بھی فلاں شخص کے عمل کی طرح عمل کرتا (یعنی جیسے پہلے شخص نے اپنے مال و دولت میں تصرف کیا میں بھی ویسے ہی تصرف کرتا) اِن دونوں شخصوں کا اَجر و ثواب برابر ہوگا۔ (تیسرا) وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے مال و دولت تو عطا فرمائی لیکن علم نہیں دیا، یہ بندہ (علم نہ ہونے کی وجہ سے) اپنے مال کے بارے میں بہک جاتا ہے اور اپنی بے عملی کے سبب اُس مال و دولت کے بارے میں اپنے رب سے نہیں ڈرتا اور اپنے قرابت داروں اور عزیزوں کے ساتھ اِحسان و سلوک نہیں کرتا اور نہ اُن حقوق کی تعمیل کرتا ہے جو اُس کے مال و دولت سے متعلق ہیں یہ بندہ اِنتہائی بدترین درجہ و مرتبہ کا ہے۔ اور (چوتھا) وہ بندہ جسے اللہ تعالیٰ نے نہ مال و دولت دی ہے اور نہ علم دیا ہے، یہ بندہ کہتا ہے کہ اگر میرے پاس مال و دولت ہوتا تو میں اُسے فلاں شخص (تیسرے بندہ) کی طرح (برے کاموں میں) خرچ کرتا، پس یہ اِس بندے کی نیت ہے اور اِن دونوں (تیسرے اور چوتھے بندے) کا گناہ برابر ہے۔

چار باتیں جن میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیگر حضرات پر فضیلت حاصل ہوئی :

عَنِ ابْنِ مَسْعُوْدٍ قَالَ فُضِّلَ النَّاسَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ بِاَرْبَعٍ، بِذِکْرِ الْاُسَارٰی یَوْمَ بَدْرٍ اَمَرَ بِقَتْلِھِمْ فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَوْلَا کِتَابٌ مِّنَ اللّٰہِ سَبَقَ لَمَسَّکُمْ فِیْمَا اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ، وَبِذِکْرِہِ الْحِجَابَ اَمَرَ نِسَاءَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّحْتَجِبْنَ فَقَالَتْ لَہٗ زَیْنَبُ وَاِنَّکَ عَلَیْنَا یَا ابْنَ الْخَطَّابِ وَالْوَحْیُ یَنْزِلُ فِیْ بُیُوْتِنَا فَاَنْزَلَ اللّٰہُ تَعَالٰی وَاِذَا سَاَلْتُمُوْھُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْھُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ، وَبِدَعْوَۃِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَللّٰھُمَّ اَیِّدِ الْاِسْلَامَ بِعُمَرَ، وَبِرَاْیِہٖ فِیْ اَبِیْ بَکْرٍ کَانَ اَوَّلَ نَاسٍ بَایَعَہٗ.

(مسند احمد بحوالہ مشکوٰۃ ص ۵۵۸)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کو دُوسروں پر چار باتوں کے سبب خصوصی فضیلت حاصل ہے: ایک تو جنگ بدر کے قیدیوں کے بارے میں اُن کی رائے تھی، اُن کا کہنا تھا کہ اِن قیدیوں کو قتل کر دیا جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے (اُن کی رائے کے موافق) یہ آیت کریمہ نازل فرمادی لَوْ لَا کِتَابٌ مِنَ اللّٰہِ سَبَقَ لَمَسَّکُمْ فِیْمَا اَخَذْتُمْ عَذَابٌ عَظِیْمٌ یعنی اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ نوشتہ مقدر نہ ہو چکا ہوتا (کہ خطاءِ اجتہادی کا مرتکب مستوجب عذاب نہیں ہوگا، یا یہ کہ اہل بدر مغفور ہیں) تو جو اَمر تم نے اِختیار کیا ہے اُس کے بارے میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی۔ دُوسری بات پردہ کے بارے میں اُنکا مشورہ دینا تھا، آپؓ نے نبی کریم ﷺ کی اَزواج مطہرات کو پردہ میں رہنے کی طرف متوجہ کیا تھا (اور آپؓ کے توجہ دلانے پر) اُمّ المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے آپؓ سے کہا تھا کہ اے عمر بن خطاب تم ہم پر پردہ میں رہنے کا حکم چلا رہے ہو حالانکہ وحی ہمارے گھروں میں اُترتی ہے۔ اِس پر اللہ تعالیٰ نے یہ وحی نازل فرمائی وَاِذَا سَاَلْتُمُوْھُنَّ مَتَاعًا فَاسْئَلُوْھُنَّ مِنْ وَّرَاءِ حِجَابٍ (اور جب تم اَزواجِ مطہرات سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کی اَوٹ میں ہو کر مانگا کرو)۔

تیسری بات وہ دُعاء ہے جو نبی کریم ﷺ نے اُن کے حق میں مانگی تھی کہ الٰہی عمر کے ذریعے اِسلام کو تقویت عطا فرما۔

اور چوتھی بات حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے حق میں اُن کی رائے تھی کہ اُنہوں نے (حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو خلیفۂ اوّل بنانے کی تجویز پیش کرکے بڑے نازک وقت میں تمام مسلمانوں کی بروقت رہنمائی فرمائی اور اپنی زبردست قوتِ اِجتہاد کے ذریعے اُنہی کو خلافت کا مستحق واہل جان کر) سب سے پہلے اُن کے ہاتھ پر بیعت کی، (پھر اُن کی پیروی میں اور سب لوگوں نے خلافتِ صدیق رضی اللہ عنہ پر بیعت کی)۔

چار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم جن سے حضور علیہ السلام نے قراءتِ قرآن حاصل کرنے کا حکم دیا :

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ اِسْتَقْرِؤُا الْقُرْاٰنَ مِنْ اَرْبَعَۃٍ، مِنْ عَبْدِ اللّٰہِ بْنِ مَسْعُوْدٍ وَسَالِمٍ مَوْلٰی اَبِیْ حُذَیْفَۃَ وَاُبَیِّ بْنِ کَعْبٍ وَمُعَاذِ بْنِ جَبَلٍ. (بخاری و مسلم بحوالہ مشکٰوۃ ص ۵۴۴)

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا : قراءتِ قرآن اِن چار اَفراد سے حاصل کرو، عبداللہ بن مسعود، ابوحذیفہ کے آزاد کردہ غلام سالم، اُبی بن کعب اور معاذ بن جبل (رضی اللہ عنہم)۔

۞ ۞ ۞

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) مسجد حامد کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے دارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) کتب خانہ اور کتابیں

(۴) پانی کی ٹنکی

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

آرچ بشپ آف کنٹربری ڈاکٹر روون وِلیمز

اِسلامی شریعت اور قوانین کے نفاذ پر غور وفکر کی دعوت دینے پر
اِن کے خلاف برطانوی میڈیا نے طوفان کھڑا کر دیا

﴿ حضرت مولانا محمد عیسٰی صاحب منصوری، لندن ﴾

فروری 2008ء کے آغاز میں چرچ آف انگلینڈ کے سربراہ آرچ بشپ کنٹربری ڈاکٹر روون ولیمز نے (جو دُنیا بھر کے پروٹسٹنٹ عیسائیوں کے عالمی سربراہ ہیں) برطانیہ میں اسلامی شریعت کے چند قوانین کے نفاذ پر غور وفکر کی دعوت دیکر یہاں کی فضاء میں اِرتعاش بلکہ تہلکہ برپا کر دیا۔ آرچ بشپ ڈاکٹر روون نے یہ تجویز غور وفکر کے لیے اپنی سنڈ (چرچ آف انگلینڈ کی پارلیمنٹ) میں پیش کی تھی مگر یہاں کا میڈیا (جس پر صیہونیت کی گہری چھاپ ہے) نے اِس طرح ہنگامہ بپا کر دیا گویا صلاح الدین ایوبی نے برطانیہ پر حملہ کر دیا ہو۔

مغربی میڈیا نے 11 / 9 کے بعد اِسلاموفوبیا کا جو ہوّا کھڑا کیا ہے اُسے اسلام کے خلاف شور و شغف کا بہانہ مل گیا چنانچہ میڈیا کی شرارت کے سبب ڈاکٹر روون ولیمز کو غصّے میں بھرے دھمکی آمیز اور ناشائستہ الفاظ میں بہت سے فون، خطوط اور اِی میل ملے۔ آرچ بشپ کے شریعت کے بعض قوانین کی حمایت میں ہمدردانہ حمایت کے غیر متوقع بیان پر میڈیا تو اُن کی مخالفت میں پیش پیش تھا ہی خود چرچ کے بعض ممبران اور سابق آرچ بشپ آف کنٹربری لارڈ کیری نے بھی برطانیہ میں شریعت کے بعض قوانین کے نفاذ پر غور وفکر کی دعوت کو خطرناک قرار دے کر ڈاکٹر روون پر تنقید کی حتّٰی کہ برطانیہ پارلیمنٹ میں بشپ ولیمز کے استعفٰی کی گونج سنائی دینے لگی۔

کینٹ پولیس کے سینئر ذرائع نے صورتحال کو دیکھتے ہوئے آرچ بشپ کو چوبیس گھنٹے پولیس تحفظ کی پیشکش کی اور اِن کی سکیورٹی کے حوالے سے گہری تشویش کا اِظہار کیا لیکن آرچ بشپ ڈاکٹر ولیمز نے پولیس کی پیشکش کو مسترد کر دیا اُنہوں نے پریس کو بتایا کہ وہ نہ اپنے بیان پر معذرت کریں گے نہ ہی استعفٰی دیں گے اور وہ اپنا مؤقف پریس کے بجائے اپنی سنڈ (چرچ آف انگلینڈ کی پارلیمنٹ) میں پیش کریں گے۔

دلچسپ بات یہ ہے کہ ڈاکٹر روون ولیمز نے برطانیہ میں کسی متوازی عدالتی نظام کی تجویز پیش نہیں کی بلکہ اُنہوں نے صرف یہ کہا کہ شادی بیاہ، طلاق و وراثت جیسے بعض معاملات میں بعض اسلامی قوانین کی جگہ موجود ہے اور اسلامی شریعت کے چند قوانین تیار کر لینے سے برطانیہ میں بسنے والی مسلمان کمیونٹی سے سماجی قربت اختیار کرنے میں مدد ملے گی۔ آرچ بشپ نے بڑے پتے کی بات کہی جسے مسلمانوں کو بھی سمجھنے کی ضرورت ہے کہ شریعت قانون نہیں اُصولِ قانون ہے یعنی شریعت نے وہ بنیادی اُصول فراہم کیے ہیں جن کو سامنے رکھ کر ہر دَور کے تقاضوں اور معاشرہ کی ضروریات پر ایک قوم کے مزاج و نفسیات کی رعایت کے ساتھ قانون سازی ہوسکتی ہے اور یہ عالمی بہبود کا اُصولی ضابطہ ہے۔

اِس بات پر برطانوی میڈیا نے اسلام کے خلاف جذبات میں آگ لگادی جس میں سیاستدانوں سمیت اکثر طبقات بہہ گئے اور ہر طرف سے اُن پر تیروں کی بارش ہونے لگی، ایسے میں اُن کی اِس حمایت اِن کی سنڈ (چرچ کی پارلیمنٹ) اور اُن کے اپنے طبقہ سے ملی اُن کے حق میں ایک مضبوط آواز چرچ آف سکاٹ لینڈ کے سربراہ ریورنڈ شیلا کیسٹک کی تھی، اُنہوں نے کہا بعض افراد نے جان بوجھ کر آرچ بشپ کے الفاظ کو غلط معنٰی پہنائے اور اِنہیں ذاتی طور پر نشانہ بنایا ہے جو انتہائی افسوسناک ہے میں ڈاکٹر ولیمز کے شانہ بشانہ کھڑی ہوں اور سمجھتی ہوں کہ ہم خوش قسمت ہیں کہ جن کے پاس ایک ایسا رہنما موجود ہے جو بعض اہم نازک مسائل میں گہری سوچ و بچار سے بحث کا آغاز کرنے کا حوصلہ رکھتے ہیں۔

یہ خوشی کی بات ہے کہ ایک دُوسرے مذہب کے اعلیٰ ترین رہنما نے زمینی حقائق کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اِسلامی قوانین کے متعلق ایک مثبت بحث کا آغاز کر دیا ہے اِس بحث کا مقصد ایک سیکولر نظام میں رہنے والے اقلیتی کمیونٹیز کے لوگوں کو اُن کے مذہبی عقائد کے مطابق زیادہ سے زیادہ سہولتیں پہنچانا ہے اور ملکی قوانین و مذاہب کے درمیان زیادہ سے زیادہ ہم آہنگی پیدا کرنی ہے۔ اِس کا اطلاق صرف اسلام یا مسلمانوں ہی تک محدود نہیں ہوگا بلکہ بتدریج دُوسرے مذاہب کے لوگوں کو بھی اِس کا فائدہ پہنچے گا۔

یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ چرچ آف انگلینڈ کی پارلیمنٹ نے آرچ بشپ کنٹربری ڈاکٹر روون ولیمز کے ریمارکس کے خلاف میڈیا کے عام ردِعمل پر مایوسی کا اظہار کیا اور آرچ بشپ کی مکمل حمایت کا اعلان کیا سنڈ (پارلیمنٹ) کا اجلاس شروع ہونے سے قبل بشپ آف لچ فیلڈ جوناتھن گلیڈین نے کہا کہ ڈاکٹر ولیمز کے

ریمارکس کو غلط سمجھا گیا ہے آرچ بشپ کوئی فیصلہ نہیں دے رہے تھے محض غور وخوض کے لیے ایک مسئلہ اُٹھا رہے تھے۔ سنڈ میں جب ڈاکٹر ولیمز نے اپنے مؤقف کی وضاحت کرتے ہوئے اپنے خطاب کے دوران کہا کہ اِن کی بات کو غلط اَنداز میں لیا گیا ہے اِن کا مقصد صرف یہ تھا کہ برطانیہ میں مسلم کمیونٹی بعض اسلامی قوانین پر پہلے ہی عمل پیرا ہے اِس سے ایک وقت آئے گا جب اِس عمل کو قانون کا حصہ بنانا ہوگا اِس پر انہیں ارکانِ سنڈ کی طرف سے بھر پور حمایت ملی اور برطانوی میڈیا کی نمونہ آرائی اور طوفان سمندر کی جھاگ کی طرح بیٹھ گیا۔

یہ بات قابلِ غور ہے مسلم رہنماؤں اور تنظیموں کا ردِّعمل اکثر منفی تھا بیرونس سعیدہ وارثی نے کہا شرعی قوانین سے اتحاد کے بجائے تقسیم میں اضافہ ہوگا دو متوازی نظام قانون معاشرے کے بہت بڑے حصہ کو تنہائی کا شکار کر دیں گے اور قانون کے تضادات میں اضافہ ہوگا۔ دُوسرے کئی مسلم رہنما شریعت سے براءت کا اعلان کرتے نظر آئے۔ بعض ماڈرن خواتین نے برملا کہا ہمیں شریعت نہیں چاہیے برطانوی قانون نہایت عمدہ ہے۔ دینی تنظیموں اور علماء کرام نے عام طور پر اِس بحث میں حصہ لینے کی ضرورت نہیں سمجھی شاید اُن کے نزدیک حالات وحقائق سے آنکھیں بند رکھنا ہی سب مسائل کا حل ہے۔

برطانیہ ومغرب کے زمینی حقائق :

برطانیہ میں اِس وقت کم وبیش دوملین یعنی بیس لاکھ مسلمان بستے ہیں فرانس میں تقریبًا پچاس لاکھ جرمنی میں تیس لاکھ اِسی طرح بیلجیم، ہالینڈ سمیت تمام ہی یورپی ممالک میں کروڑوں کی تعداد میں مسلمان آباد ہیں۔ سوئٹزر لینڈ میں سرکاری طور پر اِسلام دُوسرا مذہب تسلیم کر لیا گیا ہے۔ عملاً اِسلام یورپ وامریکہ کا دُوسرا بڑا مذہب بن چکا ہے۔ حالیہ دنوں میں جن ۶/۷ ملکوں نے یورپین یونین میں شمولیت اختیار کی اُن میں بڑی تعداد مقامی مسلمانوں کی ہے مثلاً بلغاریہ میں تقریبًا تیس فیصد ترکی نسل کے مسلمان آباد ہیں آئندہ جلد ہی جو ممالک یورپ کا حصہ بننے والے ہیں اُن میں کوسوا، بوسنیا، البانیہ جیسے مسلم علاقہ اور ممالک بھی ہیں۔ عالمِ اِسلام کا عظیم ملک ترکی بھی داخلہ کے لیے یورپ کے دروازے پر کھڑا ہے۔ ایک جوہری فرق یہ ہے کہ پرانے یورپ (برطانیہ، فرانس، جرمنی وغیرہ) میں اکثر مسلمان تارکینِ وطن کے قبل سے تھے یعنی باہر سے آکر آباد ہوئے جبکہ جو ممالک حالیہ ای ای سی (آل یورپ) کا حصہ ہیں اور عنقریب بننے والے ہیں اُن میں بسنے والے مسلمان اِسی زمین کے فرزند اور اِسی یورپین نسل سے ہیں۔ امریکہ یورپ میں مسلمانوں کی بڑھتی تعداد

کے خطرے کو بھانپ کر ہی صیہونی صلیبی گٹھ جوڑ نے نہایت مہارت و چابکدستی سے نائن الیون کا واقعہ انجام دے کر اِسے مسلمانوں کے ذمہ لگایا تاکہ ایک طرف مغرب کو عالمِ اسلام پر فوجی یلغار کرکے تباہ کرنے کا بہانہ فراہم ہو، دُوسری طرف یہاں اسلام کے خلاف نفرت کی آندھی چلا کر بڑھتی ہوئی مسلم آبادی پر بریک لگایا جا سکے۔

یہاں یہ حقیقت پیشِ نظر رہنی چاہیے کہ شروع ہی سے مغرب بین اسلام کا مطالعہ کرنے والے تقریبًا تمام ہی طبقات (مؤرخین، اَدیب، شعراء) کا تعلق ارکانِ کلب اور چرچ سے رہا۔ اُن کے نزدیک یورپ پر بیرونی مسلمانوں کے عسکری و سیاسی دباؤ کا واحد تحفظ اسلام کے خلاف نفرت انگیز جھوٹا پروپیگنڈہ تھا جب صلیبی جنگوں میں پورا یورپ تین صدیوں تک اپنی پوری طاقت جھونک کر بھی اِسلام کو ختم نہیں کر سکا تو ریمنڈ لِل اور راجر بیکن جیسے سکالرز نے پوپ کے سامنے اسلام کی بیخ کنی کے لیے اسلام کے مطالعہ کی تجاویز رکھیں طویل بحث و مباحثہ کے بعد اُسے منظوری مل گئی چنانچہ شروع ہی سے مغرب کے مطالعہ اسلام کا بنیادی مقصد اسلام کی خامیاں تلاش کرنا اور اُس پر نظریاتی حملوں کے لیے مواد جمع کرنا تھا۔ جب تک مغرب کو مسلمانوں سے عسکری خطرہ رہا اُس وقت تک مستشرقین کی تحریریں شدید تر عناد و نفرت میں ڈوبی رہیں جیسے جیسے خطرہ کم ہوتا گیا کھلے عناد و نفرت کی پیش رفت میں بظاہر کمی آئے گی۔

بیسویں صدی میں جب مغرب کو عالمِ اسلام پر ہمہ جہتی غلبہ حاصل ہوگیا اور مسلمان عسکری، سیاسی، علمی، فکری طور پر مغلوب ہوگئے تب اِسلام کو سمجھنے کی کوشش شروع ہوئی۔ غرض مغرب میں اِسلام کا مطالعہ کرنے والے گروپ (مستشرقین) کی حیثیت ہمیشہ یہاں کی حکومتوں کے آلۂ کار اور اُن کی تحریروں کی حیثیت اسلام کے خلاف پروپیگنڈہ کی تھی اِس لیے سترھویں صدی کی تحریروں کی زبان اِنتہائی تلخ پُر عناد اور اسلوبِ جارحانہ نے اٹھارویں صدی (خلافتِ عثمانیہ کے کمزور ہوجانے کے باعث) میں کچھ متانت و سنجیدگی اختیار کرلی۔ کچھ کچھ اِسلامی، معاشرتی، تاریخی، علمی اَثرات دبی زبان سے تسلیم کیے جانے لگے۔ پہلے مغربی مؤرخین و مصنفین اِسلام کا مطالعہ ترکی سے شروع کرتے تھے، اَٹھارویں صدی میں سائمن اوکلے نے وصال نبوی ﷺ سے شروع کیا پھر اُنیسویں، بیسویں صدی عالمِ اِسلام کے اِبتلاء اور شکست کی صدی تھی۔ اَب مغرب نے عالمِ اسلام کو سیاسی، اقتصادی، علمی و فکری طور پر شکنجہ میں جکڑ لیا تھا۔ اِسلام کے مزید کچھ محاسن تسلیم کیے جانے لگے

مگر اُنیسویں وبیسویں صدی کے مغربی اہلِ قلم کی تحریریں احساس برتری سے لبریز ہیں کہ اصل تہذیب مذہب وقانون مغرب کا ہے۔ تکبر کے احساس سے طعن وتشنیع، دل آزاری اور انتقامی اَنداز نمایاں ہوا۔ غرض مغربی سکالرز دانشوروں کی تحریریں ہمیشہ سے سرد جنگ کا حصہ تھیں اُن کا پروپیگنڈہ اِس قدر شدید وطاقتور رہے کہ ہمارا جدید تعلیم یافتہ طبقہ جس نے اِسلام کو اپنے اصل مأخذ کے بجائے مغربی تحریروں سے پڑھا ہے اُس کی سوچ وفکر مکمل طور پر مغربی اہلِ قلم ومستشرقین سے ہم آہنگ ہے۔

مغرب میں روزگار کی خاطر آنیوالے مسلمانوں کی بھاری اکثریت اِسلام کے حوالے سے بے یقینی کا شکار ہے۔ نظریاتی بے یقینی معاشرہ کا شیرازہ بکھیر دیتی ہے نیز طاقتور حریف اُنہیں باآسانی اپنے ہی معاشرہ کے خلاف آلہ کار بنالیتا ہے جیسا کہ برطانیہ میں بڑی تعداد میں مسلمان برطانوی انٹیلی جنس کے لیے کام کررہے ہیں اُن میں بے شمار مولوی بھی ہیں۔ یہ علمی سرد جنگ (مستشرقین) کی ہے جو تقریبًا پانچ صدیوں سے جاری ہے اس کا ازالہ تو کجا ابھی تک اُس کے بیشتر گوشے پردہ راز میں ہیں۔ تاہم تاریخ میں پہلی بار اَب موقع آیا ہے کہ آج گلوبل ویلیج کے عنوان سے مغرب اور اُس کے واسطے سے پوری دُنیا میں جو عالمی ضابطہ اخلاق اور معاشرتی اقدار کی تدوین وترتیب ہورہی ہے اِس میں ہم اسلام، قرآن اور شریعت کے انسانی معاشرہ کے لیے مفید، بہبود کے ضامن اور مثبت پہلوؤں سے مغرب کو روشناس کراسکتے ہیں۔ اِس طرح انسانی معاشرتی و اجتماعی مسائل کے حل کے لیے سیرتِ نبوی ﷺ کے بہت سے گوشے مدد ومعاون ہوسکتے ہیں۔ کیا مغرب میں بسنے والے کروڑوں مسلمان اِس سنہری موقع سے فائدہ اُٹھاسکیں گے؟

آج کی دُنیا ایک بستی یا گاؤں (گلوبل ویلیج) اور مختلف ممالک اس کے محلے بن چکے ہیں۔ ہر ملک ملٹی نیشنل، ملٹی کلچرل وملٹی ریلجن ملک ہے۔ دُنیا کے ہر بڑے شہر میں ایک پڑوسی کرسچین، دُوسرا یہودی، تیسرا سوشلسٹ یا بدھسٹ ہونا عام بات ہوگئی ہے۔ نیز سیکولرازم، ڈیموکریسی اور انسانی حقوق کو عصری دُنیا بطور ایک عقیدہ تسلیم کرچکی ہے اور سیکولرِازم کے معنٰی کسی خاص مذہب یا تمدن کی ترجیح کے بجائے ہر مذہب وکلچر کو مساوی حقوق دینا اور سب کے لیے مواقع فراہم کرنا ہے تاکہ ہر مذہب وکلچر کا فرد باہمی رواداری، قربت، محبت سے رہ کر ملک وقوم کی ترقی میں اپنا حصہ ڈال سکے۔ آج دُنیا کا سب سے اہم مسئلہ یہی باہمی قربت، اِفہام وتفہیم رواداری کا ماحول ہے جب تک دُنیا کی دو بڑی قوموں (مسلمان وکرسچین) کے درمیان یہ رواداری و اِفہام و

تفہیم کی روایت قائم نہیں ہوگی دُنیا میں امن کا خواب کبھی شرمندۂ تعبیر نہیں ہو سکے گا۔ اِن دو بڑی قوموں کے درمیان ٹکراؤ وکشیدگی سے صرف اور صرف صیہونی نسل پرستوں کو فائدہ پہنچ سکتا ہے کہ اِس طرح اُنہیں دونوں قوموں پر اپنے خونی پنجے گاڑھنے کا مزید موقع ملے گا۔ یہ بات مغرب جتنی جلدی سمجھ لے اُس کے اور انسانیت کے حق میں بہتر ہوگا۔

اِس وقت دُنیا کا سب سے مقبول نظام وسسٹم ڈیموکریسی وسیکولر اِزم ہے جس پر مغرب کا نہ صرف ایمانِ واثق ہے بلکہ وہ اِس کی خاطر قوموں کی نسل کشی پر بھی آمادہ ہے۔ افغانستان وعراق میں اپنی خونریزی کو جواز دینے کے لیے امریکہ و نیٹو کا یہی دعویٰ ہے ہم ڈیموکریسی وسیکولر اِزم کی برکات بانٹنے آئے ہیں اور ان دونوں کی رُوح ہے حکومت اور قوانین معاشرے کی مرضی ومنشاء کے مطابق ہوں نہ کہ باہر سے مسلط کیے جائیں حتّٰی کہ دُنیا کی کسی (ربر سٹمپ) پارلیمنٹ کو بھی یہ حق نہیں دیا جا سکتا کہ وہ عوام کی مرضی کے خلاف کسی سپر پاور کے دباؤ میں آکر قوانین معاشرہ پر مسلط کرے۔ غرض یہ عصر حاضر کی بنیادی ضرورت ہے کہ رَواداری واِفہام و تفہیم کا ماحول قائم کرنے کے لیے اَقوامِ عالَم کو چند متشرکہ نکات پر اتحاد واِشتراک کرنا ہوگا۔ چودہ سوسال پہلے قرآن نے تینوں آسمانی مذاہب کے لیے مفاہمت واتحاد کا تین نکاتی فارمولا دیا تھا : (۱) خالق کے سوا کسی کی حقیقی عبادت وتابعداری نہ کی جائے۔ (۲) اِس عبادت واطاعت میں کسی بھی طاقت وقوت کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ (۳) اقوامِ عالَم (طاقتور وکمزور) ایک دُوسرے پر رب وخالق بن کر اپنی مرضی مسلط نہ کریں۔ پہلے دو نکات یہودیت، کرسچین اور اسلام میں مسلم ہیں۔ یہ تینوں آسمانی مذاہب توحید کے قائل اور شرک سے بیزار ہیں البتہ مغرب تیسرے نکتہ کے خلاف ڈیڑھ ہزار سال سے پاپا کریسی میں مبتلا رہا ہے۔ کرسچین کے مذہبی طبقے سے بنیادی غلطی یہی ہوئی کہ اُنہوں نے خالق کا اطاعت وقانون سازی کا حق پوپ کو دے کر اُسے عملاً رب و خالق کا درجہ دے دیا تھا۔ ہزار سال تک پوپ مطلق العنان بن کر مذہبی معاشرے کی سیاسی حتّٰی کہ شہنشاہوں کے فیصلے کرتا رہا۔

یہ فیصلے محض اُس کی ذاتی مرضی وصوابدید پر منحصر ہوتے تھے اور دُنیا کی کسی عدالت میں اُنہیں چیلنج نہیں کیا جا سکتا تھا اِس سے فائدہ اُٹھا کر پوپ نے اپنے اِقتدار کی خاطر یورپ کے عوام ومعاشرے پر اپنی غلامی مسلط کردی، سوچ وفکر پر پہرے بٹھادیے۔ ہزار سال پوپ کے مطلق العنان اِقتدار کے تاریک دَور

(Dark Ages) کے بعد علم وسائنس کا دَور شروع ہوا تو چرچ نے استبداد کی طاقت سے لاکھوں اہلِ فکر و محققین کو قتل و زندہ جلا کر علم و سائنس کی راہ روکنی چاہی۔ یورپ نے کرسچین کی اِس غلطی (پاپا کریسی) کا صدیوں تک خمیازہ بھگتا اِس علم و مذہب کی جنگ میں اعلیٰ اخلاقی قدریں زوال پذیر ہوکر مغرب میں اخلاقی اَنارکی کا دَور شروع ہوا۔ پھر گزشتہ دوصدیوں میں سازشی سرمایہ ومیڈیا کی بدولت مٹھی بھر شاطر ٹولہ (صیہونی نیوکون) نے یورپ کے معاشرے کو بے بس کر کے یرغمال بنالیا۔ اَب مغرب کے عوام کو اِس گھناؤنی سازش کا احساس ہونے لگا ہے چنانچہ یہ شیطانی ٹولہ (جی ایٹ وسرمایہ دار ملٹی نیشنل کمپنیاں) جہاں کہیں ہوتے ہیں نفرت کی صورت میں عوام کا ردِّعمل سامنے آتا ہے مگر اَب تک انسانیت کے سارے وسائل پر قابض ہونے کی وجہ سے یہ ٹولہ کامیاب ہے مگر وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اِس کا حشر بھی پاپا کریسی کی طرح ہوتا نظر آرہا ہے۔ بقول ایک مفکر کے تاریخ کا پہیہ اگرچہ آہستہ چلتا ہے مگر پیستا باریک ہے، لگتا ہے مغرب کا معاشرہ ایک بار پھر بے یقینی کی کیفیت میں مبتلا ہوکر بکھراؤ کی طرف چل پڑا ہے۔ اگر مغرب کے مفکرین واہلِ دانش نے گلوبل ولیج معاشرے کے لیے اقدار وضابطہ تلاش نہ کیا تو تباہی سامنے کی بات ہے۔ یہ مسلم علماء واہلِ دانش کے لیے بھی لمحۂ فکر یہ ہے کہ عالمی انسانی بہبودی کی اقدار وضابطہ کے تعین میں شریعت، فقۂ اسلامی کا رول کیا ہو۔ اگر ہمارے علماء واہلِ دانش اِس خلاء کے پُر کرنے پر اپنی سوچ وفکر اور علمی کاوِشوں کا رُخ کرسکیں اِسلام ہی کی نہیں پوری انسانیت کی سب سے بڑی خدمت ہوگی۔

اسلامی قانون وشریعت کا اِمتیاز :

اسلامی قانون کا امتیاز یہ ہے کہ یہ بنیادی طور پر غیر سرکاری قانون ہے جس کے بنانے مرتب کرنے اور توسیع دینے میں کبھی بھی کسی حکومت، ریاست، طاقتور طبقہ کی مداخلت نہیں رہی، یہ عوامی عمل کے ذریعہ مرتب ہوا۔ امام ابوحنیفہؒ قانونی تاریخ کے عظیم ترین دماغوں میں ایک تھے جن کی تعبیر قانون کو مسلمانوں کی دوتہائی کے قریب حصہ تسلیم کرتا ہے۔ وہ کسی حکومتی قانون ساز اِدارہ کے رُکن نہیں تھے۔ امام احمد بن حنبلؒ جن کے فقہی اَقوال کو آج سعودی عرب میں قانون کی حیثیت حاصل ہے اُن کو کسی بادشاہ نے قانون سازی کے لیے مقرر نہیں کیا تھا۔ اسلام کی پوری تاریخ گواہ ہے اگر کبھی کسی حکمران یا فوجی ڈکٹیٹر نے طاقت کے زور پر کوئی قانون نافذ کرنا چاہا تو مسلم عوام نے اُسے مسترد کر کے علماء، فقہاء، عابدین کی آراء پر عمل کیا جبکہ دُنیا کے تمام

قوانین (بشمول کرسچین کے مذہبی عقائد) شہنشاہوں اور طاقتور حکمرانوں کی مرضی کے مطابق مرتب ہوئے حتّٰی کہ نیقہ کی کونسلوں کے گہرے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ کرسچینٹی کے بنیادی مذہبی عقائد تک تمام قوانین و فیصلے رومن شہنشاہ کی مرضی سے بنتے رہے نہ کہ کونسلوں کے اَراکین (جو صرف مذہبی پادری ہوتے تھے) کی آراء سے۔ دُنیا کے تمام قوانین و دساتیر کی تاریخ یہی ہے کہ پہلے ریاست قائم ہوئی پھر اس نے اپنی طاقت سے قانون بنا کر نافذ کیا مگر اِسلام ہی پہلے قانون بنا پھر اِس کے مطابق ریاست قائم ہوئی اسلام میں بھی ریاست کا جواز صرف اُس وقت تک ہے جب تک وہ قانون شریعت کی حفاظت و نفاذ کرے ورنہ وہ ایک قانونی جواز کھو بیٹھتی ہے۔

آج دُنیا کا ایک بڑا مسئلہ جرائم کی بہتات و کثرت ہے۔ ہر سال کا ریکارڈ بتاتا ہے کہ قتل، چوری ڈکیتی، زنا بالجبر سمیت تمام جرائم دن بدن بڑھتے جا رہے ہیں اِنہیں ختم کرنے بلکہ کم کرنے کی ہر کوشش ناکام ہے دُنیا کی سب سے ترقی یافتہ و متمدن کہلانے والی قوم امریکہ جن پر روز بلکہ ہر گھنٹہ کے جرائم کی ہوش رُبا اعداد و شمار اِس بات کی دلیل ہیں کہ مغربی قوانین جرائم کی روک تھام میں بالکل ناکام ہو چکے ہیں۔ مغرب کے ہر ملک میں جتنی جیلیں تعمیر ہوتی ہیں ناکافی ہو جاتی ہیں ایسا محسوس ہوتا ہے مغربی تہذیب میں سب سے زیادہ حقوق مجرموں اور قاتلوں کے ہیں۔ امریکہ میں ایک شخص سو کے قریب معصوم بچوں کو اغوا کر کے اُن سے بدفعلی و بدکاری کر کے بے دردی سے قتل کرتا ہے جب پکڑا جاتا ہے تو امریکہ کے بہت سے نامور وکیل اِنسانی ہمدردی میں اِسے پھانسی سے بچانے کے لیے میدان میں آجاتے ہیں جبکہ یہ معلوم تاریخی حقیقت ہے کہ اِسلام کا قانون و شریعت جرائم کو جڑ سے اُکھاڑ کرنا پید کر دیتے ہیں۔

چودہ سو سالہ تاریخ شاہد ہے کہ جب کبھی اسلامی قانون و شریعت سے کسی ملک و قوم نے فائدہ اُٹھایا تو سوسائٹی کو جرائم سے پاک کرنے میں مدد ملی۔ آج سعودی عرب میں اِسلامی قانون و شریعت کے صرف ایک چھوٹے سے حصہ (حدود و قصاص) کے نفاذ کی وجہ سے وہاں جرائم کی تعداد دُنیا میں سب سے کم ہے۔ کیا یہ بات اَقوامِ عالم اور مغرب سمیت ہر متمدن معاشرہ سے غور و فکر کا تقاضہ نہیں کرتی۔ گلوبل ولیج کا بنیادی تقاضہ ہے کہ رنگ و نسل قومیت و طبقہ کی حد بندیوں سے بالاتر ہو کر کھلے دل سے دُنیا کے تمام قوانین، شرائع، دساتیر کا جائزہ لیا جائے۔ مطمع نظر صرف جرائم کا خاتمہ اور اِنسانی بہبود ہو نہ کہ کسی خاص تمدن و آئین کا تسلط۔

آرچ بشپ ڈاکٹر ولیم کے ریمارکس سے برطانیہ میں مسلمانوں کو شریعت کے حوالے سے شریعت کا صحیح مؤقف پیش کرنے کا سُنہرا موقع ہاتھ آیا تھا مگر مسلمان اِس سے فائدہ نہیں اُٹھا سکے اِس کے برخلاف اِسلام دُشمن (صیہونی نیوکون) طاقتوں نے میڈیا کے ذریعہ اِسلام کا ھوّا کھڑا کر کے اقوام یورپ کو ڈرا دیا حتّٰی کہ وضاحت کے بہانے ڈاکٹر روون ولیمز کو بھی ایک حد تک پسپائی اختیار کرنی پڑی لیکن اِس بحث سے مثبت نتائج بھی نکلیں گے چنانچہ ۲۸ رفروری برطانیہ کے دو روزناموں فنانشل ٹائمز اور ٹیلی گراف نے خبر دی ہے کہ حکومت سنجیدگی سے سوچ رہی ہے کہ برطانیہ میں بسنے والے مسلم علماء کو اِسلامی قانون اور شریعت کی باقاعدہ ٹریننگ دی جائے۔ اِس سلسلے میں برطانیہ کی اسلام دُشمن اور اسلام کے متعلق سخت گیر پالیسیوں کے حامی قوتوں کی پوری کوشش ہوگی کہ شریعت لاء کی تعبیر و تشریح مغربی نکتۂ نظر کے مطابق یا دُوسرے الفاظ میں مغربی اقدار و سسٹم کو کسوٹی بنا کر کی جائے لیکن قدرت نے ہمارے لیے بھی بہت سے موقع پیدا کر دیے ہیں کہ ہم اسلام و شریعت کے انسانی سوسائٹی کے متعلق فلاح و بہبود اور فائدہ مند پہلوؤں کو سامنے لائیں جن میں ایک یہ ہے کہ اِسلام نے اُس دَور میں جب ایک مذہب و تمدن کے لوگوں کے درمیان دُوسرے مذہب کا زندہ رہنا مشکل تھا دُوسرے مذاہب شرائع کو اپنے اپنے مذہبی قوانین کو نہ صرف تسلیم کیا بلکہ اُن پر عمل پیرا ہونے کی مکمل ضمانت دی۔ پیغمبر اسلام نے میثاق مدینہ میں یہودیوں اور مدینہ و اطراف کے غیر مسلم بت پرست قبائل کو پوری آزادی کے ساتھ اُن کے قوانین پر چلنے کی آزادی و تحفظ فراہم کیا۔ آج بھی مصر کے قبطی کرسچین ہوں یا عرب دُنیا کے یہودی سب آزادی سے اپنے قانون و شرائع پر عمل پیرا ہیں، اگر یہی حق اکیسویں صدی میں مغرب میں بسنے والی مختلف مذاہب کی کمیونٹیز کو مل جاتا ہے تو اِس سے کوئی آسمان نہیں ٹوٹ پڑے گا نہ یہاں کے عدالتی سسٹم و قانون کے لیے کوئی خطرہ یا مسئلہ پیدا ہوگا بلکہ ملک میں بسنے والی تمام کمیونٹیز میں باہمی ہم آہنگی اور قربت کا ذریعہ بنے گا۔ جب آرچ بشپ کے ذریعہ برطانوی میڈیا میں یہ بحث چھڑ گئی ہے تو ہماری پوری کوشش ہونی چاہیے کہ بحث کو مثبت رنگ دیں اور شریعت کے انسانیت و معاشرہ کے لیے نفع بخش پہلوؤں کو سامنے لائیں خاص طور پر اِس غلط فہمی کا ازالہ کریں کہ شریعت صرف چور کا ہاتھ کاٹنے یا زانی کے سنگسار کرنے کا نام نہیں ہے حدود و قصاص کا نفاذ اِسلام میں معاشرہ کی مکمل اصلاح اور معاشرہ کے مکمل طور پر آخری آسمانی تعلیمات پر استوار ہونے کے بعد ہی ممکن ہے۔

حضرت مولانا نیاز محمد صاحب دوتانی نور اللہ مرقدہٗ
کی مختصر سوانح و دینی خدمات

﴿ جناب مولانا محمد نسیم صاحب دوتانی، بلوچستان ﴾

☆ تاریخِ پیدائش : ۱۹۳۰ء کو اس ضلع زیارت بلوچستان۔

☆ تعلیم : پرائمری آبائی گاؤں کو اس ضلع زیارت۔

☆ ابتدائی کتب : لورالائی، مستونگ، کوئٹہ۔

☆ علومِ دینیہ کے حصول کے لیے کراچی، خانپور، پنڈی، لاہور اور ملتان کے دینی اِداروں تک پہنچے۔

☆ فراغت دورۂ حدیث : ۱۹۵۴ء میں قاسم العلوم ملتان سے۔

☆ مشہور اَساتذۂ کرام : مولانا احمد علی لاہوریؒ، مولانا مفتی محمودؒ، مولانا محمد یوسف بنوریؒ، مولانا عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، مفتی محمد شفیعؒ، مولانا غلام اللہ خانؒ، مولانا عبداللہ درخواستی، مولانا عبدالخالق صاحبؒ۔

☆ بیعت : حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوریؒ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

☆ بانی و شیخ الحدیث و مہتمم : جامعہ اَنوار العلوم کو اس زیارت بلوچستان (۱۹۵۴ء تا ۱۹۹۵ء)

☆ رُکن مرکزی مجلسِ شوریٰ جمعیت علمائے اِسلام پاکستان : (۱۹۶۸ء تا ۱۹۹۵ء (تاحیات)

☆ مرکزی ناظم جمعیت علمائے اسلام : ۱۹۷۰ء تا ۱۹۷۳ء

☆ بانی جمعیت علمائے اسلام بلوچستان و بانی تبلیغی جماعت بلوچستان۔

☆ ۱۹۵۳ء : تحریک ختمِ نبوت میں حضرت شاہ بخاریؒ، حضرت مفتی محمودؒ کے ساتھ ملتان جیل میں ایک سال تک پابندِ سلاسل ہو کر جیل ہی میں موقوف علیہ کا سلسلہ جاری رکھتے ہوئے تعلیم حاصل کی۔

☆ ۱۹۷۷ء : تحریک نظامِ مصطفٰی کے دَوران ڈسٹرکٹ جیل کوئٹہ کی تاریک کوٹھریوں کو اپنانا۔

☆ ۱۹۹۰ء : جے یو آئی کے اِصرار پر صوبائی اسمبلی کے لیے الیکشن میں حصہ لے کر رُکن اسمبلی منتخب ہو کر صوبائی وزیر آبپاشی و برقیات کا قلمدان سنبھالنا۔ اسمبلی میں کلمۂ حق بلند کرنا اور عوامی خدمت کرنا۔

☆ ۱۹۹۲ء : وزیرِاعلیٰ بلوچستان کے معاہدہ سے انحراف پر وزارت سے استعفٰی دینا۔

☆ اپنی زندگی میں ۲حج ۱۲عُمرے کیے۔

☆ ۱۹۹۵ء : ۲۱ر رمضان المبارک ۱۴۱۵ھ دَورانِ تراویح بمقام حرمِ کعبۃ اللہ صف نمبر۲ رکعت نمبر۵ میں ہارٹ ٹیک ہوکر دارِفانی کو چھوڑ کر دارُالبقاء کے سفر پر روانہ ہونا۔

☆ حرمِ کعبہ میں دَورانِ روزہ تقریبًا بیس لاکھ اَفراد کی نمازِ جنازہ میں شرکت کرنے کے بعد جنتِ معلّٰی کے قبرستان میں صحابہؓ کے قدموں میں دفن ہونا۔

حضرت مولانا نیاز محمد صاحبؒ اَکابر علماء اور زُعماءِ قوم کی نظر میں :

☆ مولانا دَوتانیؒ کی ہر بات اَکابر علماء کا نقشہ پیش کرتی ہے، اِخلاص سے بھری ہوئی باتیں یاد رہیں گی۔ (حضرت خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم)

☆ مولانا نیاز محمد دوتانیؒ علمائے دیو بند کی فکر کے امین اور صحیح جانشین تھے اُن کا ہر کلام پُرمغز اور بامقصد تھا اکثر اِجلاسوں میں اُن کے مشورے سے رہنمائی لیا کرتے تھے اُن کی رحلت عظیم سانحہ ہے، پاکستانی قوم کے لیے یہ خلا پُر کرنا مشکل ہوگا۔ (مولانا فضل الرحمٰن صاحب، امیر جمعیت علمائے اِسلام پاکستان)

☆ رفیقِ حیات شیخ نیاز محمد پاکستانی کا نمازِ جنازہ ہورہا ہے سب حضرات نیت باندھ لیں۔ (امامِ کعبۃ اللہ شیخ عبدالرحمٰن السُّدیس)

☆ مولانا دَوتانیؒ کی زندگی کا جدو جہد پاکستانی قوم کے لیے ایک شفاف آئینہ ہے اُن کو بہت قریب سے دیکھا ہے نہایت سادہ مزاج شخصیت تھے۔ (مولانا زَرولی خان صاحب، کراچی)

عمرہ کی موت شہادت، باوضوء موت شہادت، سفر کی موت شہادت، ماہِ رمضان کی موت مبارک، اکیسویں شب کی موت مبارک، نمازِ تراویح کی موت مبارک، حرم کعبۃ اللہ کی موت مبارک، رمضان شریف کی اکیسویں دن بعد نمازِ ظہر کعبۃ اللہ میں لاکھوں اَفراد (سب روزے میں) (عمرہ کے سفر میں) امام کعبہ کی امامت میں نمازِ جنازہ مبارک، جنتِ معلّٰی میں دفن ہونا مبارک، دُعا کریں اِن جیسی موت مجھے بھی نصیب ہوجائے۔ (مولانا جمشید صاحب، رائیونڈ مرکز)

☆ ۱۹۸۰ میں دیو بند کانفرنس سفر کے دَوران بزرگانِ دین کے مزاروں کی زیارت نصیب ہوئی

مولانا دَوتانی ؒ مفتی محمودؒ کے ساتھ ساتھ ہوتے تھے۔ جب حضرت مدنی ؒ اور مولانا اشرف علی تھانویؒ کے مزارات پر حاضر ہوئے تو مولانا دَوتانی صاحب ؒ بے تحاشا رونے لگے جن کی وجہ سے حاضرین سب رونے لگے جب شیخ غلام اللہ خان اور مفتی محمود ؒ آپس میں بغلگیر ہوگئے تو مولانا دَوتانی کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے جس کا مجھ پر گہرا اَثر ہوا، بعد میں ملاقات ہوئی جو کہ یہ پہلی اور آخری ملاقات تھی اُن کے دیکھنے میں عجیب تاثیر تھی۔(مولانا عبدالقادر آزادؒ، سابق خطیب بادشاہی مسجد لاہور)

☆ آپ جیسے مخلص علماء کرام کو اِس وقت اُمت کی اَشد ضرورت ہے۔اللہ کرے کہ تمام علماء کرام فرقہ واریت سے نکل کر اُمت کی صحیح رہنمائی کریں آپ کی ہر بات میں اِتنا وزن ہے کہ مخالف اُنگلی بدندان ہوجاتا ہے۔

☆ جناب وزیراعلیٰ صاحب آج اقتدار کی نشست پر بیٹھ ایک مولانا صاحب نے حق اور سچ کہا کہ اِقتدار اور حزبِ اختلاف والوں کے حلقوں میں فرق نہ کیا جائے تمام فنڈز برابری کی بنیاد پر تقسیم کیا جائے۔ میں (نواب صاحب) کہتا ہوں کہ آج کے بعد دَوتانی صاحب کو امین کے لقب سے پکارا جائے۔(نواب اکبر خان صاحب بگٹی)

☆ مولانا دَوتانی ؒ نے ذات پات قوم زبان نسل سے بالاتر ہوکر ایک پنجابی کو اپنے محکمے میں تعینات کیا، باقی وزراء کو اِن کی تقلید کرنی چاہیے اُنہوں نے بلوچستان کے ہر ضلع تحصیل کا مکمل دَورہ کیا ہے اور موقع پر احکامات جاری کیے ہیں جو کہ ایک روشن مثال ہیں۔(میر تاج محمد جمالی، سابق وزیراعلیٰ بلوچستان)

☆ مولانا دَوتانی ؒ کی زندگی عجیب سی تھی۔ وزارت جیسے اہم عہدے سے اُن کی زندگی پر کوئی اثر نہیں ہوا وہ جیسے تھے ویسے ہی رہے۔(نواب محمد اسلم خان رئیسانی، سابق وزیراعلیٰ بلوچستان)

شق القمر (LUNAR FISSURE)

﴿ جناب سید اورنگزیب شاہ صاحب، ہری پور ﴾

ایک مصری جیالوجسٹ ڈاکٹر ذغلول النجار کے ساتھ ایک ٹی وی اِنٹرویو میں میزبان نے سورۃ القمر کی پہلی آیت کے بارے میں سوال کیا کہ اِس آیت میں کوئی حیرت انگیز سائنسی حقائق ہیں۔ اُنہوں نے جواب دیا کہ وہ اس آیت کے متعلق ایک واقعہ بتانا چاہیں گے۔

وہ یہ کہ اُنہوں نے ایک بار مغربی برطانیہ کی کارڈف یونیورسٹی میں ایک لیکچر دیا حاضرین میں مسلمان اور غیر مسلم دونوں موجود تھے۔ قرآن میں موجود سائنسی حقائق پر ڈائلاگ چل رہا تھا۔ اِتنے میں ایک مسلمان نوجوان کھڑا ہوا اور اُس نے سوال کیا۔ سر کیا آپ اللہ تعالیٰ کی اِس بات پر جو قرآن میں موجود ہے اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ سائنسی حقائق کی طرف کوئی اِشارہ محسوس کرتے ہیں۔ ڈاکٹر ذغلول النجار نے کہا ''نہیں'' کیونکہ سائنسی ڈسکوریز کو سائنس ہی کے ذریعے سمجھا جاسکتا ہے جبکہ معجزہ ایک سپر نیچرل چیز ہے جس کو عام واقعات کی طرح نہیں سمجھا جاسکتا۔ واقعی معجزات صرف اُن لوگوں کے لیے حق کی گواہی کی طرح ہیں جنہوں نے اُن کو وہیں پر دیکھا ہوا گر اُس واقعہ کا ذکر قرآن وسنت میں نہ ہوتا تو ہم جدید مسلمان کبھی بھی اِس پر ایمان نہ لاتے۔ پھر ڈاکٹر ذغلول النجار نے چاند کے شق (LUNAR FISSURE) ہونے کا واقعہ سنایا جس طرح اُس کا ذکر سنت کی کتابوں میں ملتا ہے یعنی احادیث کی روشنی میں سنایا۔

ایک برطانوی مسلمان جس نے اپنا نام داؤد موسیٰ پٹکاف بتایا جو ایک برٹش اِسلامی پارٹی کا سربراہ تھا۔ بولا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں اِس معاملے میں کچھ کہہ سکتا ہوں۔ ڈاکٹر نجار نے کہا کہ ''ضرور''۔

اُس نے کہا کہ اِسلام لانے سے قبل جب میں مختلف اَدیان کا مطالعہ کر رہا تھا تو ایک مسلمان طالب علم نے قرآن کے ترجمے کا ایک نسخہ دیا۔ میں نے اُس کا شکریہ ادا کیا اور اُس کو گھر لے گیا۔ پہلی سورۃ جو میں نے پڑھی وہ سورۃ القمر کی یہی آیت تھی۔ میں نے خود سے پوچھا کہ کیا یہ بات صحیح ہوسکتی ہے کہ چاند شق ہو کر دوبارہ جڑ گیا ہو، وہ کونسی قوت ہے جو یہ کرسکتی ہے؟ اُس نے کہا کہ اِس آیت کی وجہ سے میں مزید پڑھنے سے رُک گیا کہ یہ کس قسم کی کتاب ہے جو اِس طرح کی باتیں کرتی ہے چاند دوٹکڑے ہو گیا اور پھر جڑ گیا۔ میں نے قرآن

پاک بند کر کے رکھ دیا اور اپنی زندگی میں دوبارہ مشغول ہو گیا۔ لیکن اللہ پاک جانتا تھا کہ میں حق کی تلاش میں کتنا مخلص تھا، ایک دن میں ٹی وی کے سامنے بیٹھا ہوا تھا جس میں ایک ٹاک شو آرہا تھا۔ اُس میں ایک برطانوی کمنٹیٹر تین امریکی اسٹرونوٹس (خلابازوں) کو اِس بات کا الزام دے رہا تھا کہ سائنسدان کتنا زیادہ پیسہ اسپیس کی مہنگی پروازوں پر ضائع کرتے ہیں جبکہ دُنیا میں اتنی غربت فاقہ بیماریاں اور پسماندگی ہے۔ وہ کہہ رہا تھا ''یہ بہتر ہوتا اگر یہی پیسہ زمین کی ترقی پر لگایا جاتا'' جواب میں تین آدمیوں نے اِس خرچے کا دفاع کیا کہ یہ پیسہ کبھی ضائع نہیں ہوتا بلکہ ٹیکنالوجی کی ترقی میں ہی اِستعمال ہوتا ہے۔

اِس بات کے دوران اُنہوں نے کہا کہ ایک بار ایک آدمی چاند پر اُتارا گیا جس کا خرچہ سو ملین ڈالر ہوا۔ اُس آدمی کو چاند پر بھیجنے کا مقصد وہاں امریکی پرچم کو نصب کرنا نہ تھا بلکہ چاند کی اندرونی آمیزش کو اسٹڈی کرنا تھا۔ اِس کارروائی کے وجہ سے اُس کو ایک ایسی حیرت انگیز چیز معلوم ہوئی کہ اگر اُس پر اِس سے دس گنا زیادہ پیسہ بھی خرچ کیا جاتا تو لوگ اُس کو نہ مانتے۔

میزبان نے دریافت کیا کہ وہ کیا چیز تھی؟ اُنہوں نے جواب دیا کہ چاند ایک دفعہ شق ہوا تھا، اور پھر دوبارہ جڑا تھا۔ میزبان نے مزید پوچھا کہ یہ آپ کو کیسے پتہ چلا، اُنہوں نے کہا کہ وہاں ایک بدلے ہوئے پتھر کی پٹی ملی جو چاند کو اُس کی سطح سے لیکر کُہر تک کاٹ رہی ہے اور دوبارہ کُہر سے سطح تک۔ ہم نے زمین کے جیالوجسٹ (Geologist) سے مشورہ کیا جنہوں نے ہمیں بتایا کہ یہ فینومنا (Phenomena) صرف اُس وقت ممکن ہو سکتا ہے کہ اگر چاند کبھی ٹکڑے ہو کر جڑا ہو۔

برطانوی نوجوان نے کہا کہ ''میں اپنی کرسی سے اُچھل کر یہ بات کہتے ہوئے اُٹھا کہ اللہ تعالیٰ نے امریکیوں سے سو ملین ڈالر خرچ کروا کر ایک ایسی بات آج کے مسلمانوں کو ثابت کر دی جو دراصل چودہ سو سال پہلے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو بطورِ معجزہ دی گئی تھی، یہ دین لازماً سچا ہی ہوگا۔ نوجوان نے مزید کہا میں نے پھر دوبارہ قرآن کھولا اور سورۃ القمر پڑھی جو میرے قبولِ اسلام کا ذریعہ بنی۔

تاریخ کے صفحات اِس بات کے شاہد ہیں کہ مالی بار کا راجہ (زمورن سامری) حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حیات طیبہ میں ہی معجزہ شق القمر (LUNAR FISSURE) دیکھ کر مشرف بہ اِسلام ہوا تھا۔

۞ ۞ ۞

دینی مسائل

﴿ طلاق دینے کا بیان ﴾

تحریری طلاق :

مسئلہ : طلاق لکھنے سے بھی طلاق ہوجاتی ہے۔اسی طرح اگر کسی اور نے طلاق نامہ لکھ دیا ہو اور شوہر بلا جبر اُس پر دستخط کردیئے ہوں تو اُس سے طلاق ہوجاتی ہے۔ یہ طلاق لکھتے ہی واقع ہوجاتی ہے۔ بیوی تک طلاق نامہ پہنچنا بیوی کا اُس کو وصول کرنا طلاق واقع ہونے کے لیے شرط نہیں ہے۔ البتہ اگر یوں لکھا ہو کہ جب تجھے یہ تحریر پہنچے تجھے طلاق تو تحریر پہنچنے پر طلاق واقع ہوگی خواہ بیوی اُس کو پڑھے یا نہ پڑھے اور خواہ وہ وصل کرے یا نہ کرے۔

مسئلہ : اگر محض ہوا میں اپنی انگلی سے بطورِ اشارہ کے لکھ دیا کہ میری بیوی کو طلاق اور زبان سے کچھ نہیں کہا تو طلاق نہ ہوگی۔

مسئلہ : شوہر اگر کاتب کو کہے کہ میری بیوی کی طلاق لکھ دو تو یہ طلاق کا اقرار ہے اور عدالت کی نظر میں یہ طلاق متصور ہوگی اگرچہ کاتب نے طلاق لکھی نہ ہو کیونکہ بیوی کو طلاق وہ ہوتی ہے جو دی جاچکی ہو۔ البتہ اگر شوہر کاتب کو کہے کہ میری بیوی کو طلاق لکھ دو تو یہ طلاق کا اقرار شمار نہ ہوگا اور کاتب جب تک لکھے گا نہیں طلاق پڑے گی۔

مسئلہ :اگر طلاق تحریر کی اور ساتھ ہی زبان سے انشاء اللہ کہا یا زبان سے طلاق کہی اور ساتھ ہی انشاء اللہ لکھدیا تو طلاق واقع نہ ہوگی۔

طلاق دینے کا طریقہ :

جس بیوی سے صحبت یا خلوت ہوچکی ہو اُس کو طلاق دینے کے تین طریقے ہیں۔ایک بہت اچھا یعنی اَحسن، دُوسرا اچھا، یعنی حسن اور تیسرا بدعت اور حرام۔

1۔ بہت اچھا یعنی اَحسن طریقہ یہ ہے کہ بیوی کو پاکی کے زمانے میں (یعنی ایسے وقت جس میں

عورت حیض وغیرہ سے پاک ہو) ایک طلاق دے مگر یہ بھی شرط ہے کہ اس تمام پاکی کے زمانے میں صحبت نہ کی ہو اور عدت گزرنے تک پھر کوئی اور طلاق نہ دے۔ عدت گزرنے سے خود ہی نکاح ختم ہو جائے گا لہٰذا ایک سے زیادہ طلاق دینے کی حاجت نہیں۔

2۔ اچھا یعنی حسن طریقہ یہ ہے کہ بیوی کو تین پاکی کے زمانوں میں طلاق دے۔ ہر پاکی کے زمانہ میں ایک طلاق دے اور اُن پاکی کے زمانوں میں بھی صحبت نہ کرے۔

3۔ بدعت اور حرم طریقہ وہ ہے جو مذکورہ بالا دونوں صورتوں کے خلاف ہو مثلاً تین طلاق یکبارگی دیدے یا حیض کی حالت میں طلاق دے یا جس پاکی میں صحبت کی تھی اُس میں طلاق دے۔ اِس آخری قسم کی سب صورتوں میں طلاق تو واقع ہو گی ہی ساتھ ہی گناہ بھی ہوگا۔

جس عورت سے نکاح کر لیا مگر خلوت صحیحہ نہیں ہوئی ایسی عورت کو خواہ حیض کے زمانہ میں طلاق دے یا پاکی کے زمانہ میں ہر طرح درست ہے مگر ایک طلاق دے۔

✡ ✡ ✡

عالمی خبریں

عدالت کے حکم سے امریکی فوج کے غیر اِنسانی سلوک کی 29 تصاویر منظرِ عام پر لائی جائینگی

واشنگٹن (اے پی پی) امریکی عدالت نے عراق اور افغانستان میں قیدیوں پر امریکی فوجیوں کے ظلم وستم کو آشکار کرنے والی 29 تصاویر کو منظرِ عام پر لانے کا حکم دے دیا۔ ذرائع ابلاغ کی رپورٹس کے مطابق امریکہ کی ایک عدالت نے عراق اور افغانستان میں قیدیوں سے غیر اِنسانی سلوک کی 29 تصاویر کو منظرِ عام پر لانے کا حکم دے دیا جس سے عراق و افغانستان میں امریکی فوجیوں کی جانب سے قیدیوں پر ڈھائے جانے والے مظالم سامنے آسکیں گے۔ اُن مظالم کی تصاویر پہلے کبھی منظرِ عام پر نہیں آئیں۔ قبل اَزیں 2006ء میں بھی اُن تصاویر کو منظرِ عام پر لانے کا حکم دیا گیا تھا تاہم امریکی وزارت دفاع کی اپیل پر اُن کا اجراء روک دیا گیا تھا۔ (روزنامہ نوائے وقت ۲۴ ستمبر)

خبردار : موبائل فون اِستعمال کرنے سے مردانہ بانجھ پن پیدا ہوسکتا ہے : طبی ماہرین

واشنگٹن (نیٹ نیوز) اوہائیو میں کلیولینڈ کلینک کے ریسرچرز نے مردوں کو خبردار کیا ہے کہ وہ اپنے موبائل فون کے ساتھ ہینڈ فری کے اِستعمال میں احتیاط سے کام لیں کیونکہ اِس سے مردانہ بانجھ پن پیدا ہونے کا خدشہ ہے۔ رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ جو مرد اپنی پینٹ میں موبائل رکھتے ہیں یا بیلٹ میں لگا کر رکھتے ہیں اور ساتھ ہینڈ فری کے ذریعے گفتگو کرتے رہتے ہیں اُن میں مردانہ بانجھ پن کے خطرات بڑھ جاتے ہیں۔ دُوسری جانب بی بی سی کے مطابق یونیورسٹی ایلبنی اور یونیورسٹی پٹسبرگ کے کینسر کے شعبے کے سربراہوں نے امریکی ایوان نمائندگان کی قائمہ کمیٹی کو موبائل فون کے نقصانات سے آگاہ کیا اور تجویز کیا کہ جس طرح سگریٹ نوشوں کو سگریٹ نوشی کے نقصانات سے خبردار کیا جاتا ہے اِسی طرح موبائل فون کے اِستعمال کرنے والوں کو بھی اِس کے مضر اَثرات سے خبردار کیا جانا چاہیے۔ (روزنامہ نوائے وقت ۲۷ ستمبر)

طبی ماہرین نے شہد کو اینٹی بائیوٹک کا بہتر متبادل قرار دے دیا

اوٹاوہ (نیٹ نیوز) صدیوں سے کان ناک اور گلے کی انفیکشن کے علاج میں اِستعمال ہونے والے شہد کو بہترین اینٹی بائیوٹک دوا کے طور پر بھی اِستعمال کیا جائے گا۔ اوٹاوہ یونیورسٹی کے طبی ماہرین نے ایک ٹیسٹ میں معلوم کیا ہے کہ شہد سائنس انفیکشن پیدا کرنے والے بیکٹیریا کو دُوسری اینٹی بائیوٹک میڈیسن کے مقابلے میں زیادہ بہتر طریقہ سے ختم کرتا ہے۔ یہ نتائج اِس ہفتہ کو شکاگو میں امریکن اکیڈمی آف آٹو لورینگولوجی میں پیش کیے گئے ہیں۔ مختلف شہد کے نمونوں نے مائع میں تیرنے والے تمام بیکٹیریا کو ختم کرنے کے علاوہ 63 تا 91 فیصد ''بائیوفلم'' کو بھی ختم کر دیا جبکہ اُس کے برعکس مشہور اینٹی بائیوٹک وناپمن صرف 18 فیصد تک ''بائیوفلم'' ختم کر سکی۔ اِس سے قبل ہونے والی مختلف تحقیقات بھی شہد کو انفیکشن زدہ زخموں کے لیے بہترین دوا ثابت کر چکی ہیں۔ (روزنامہ نوائے وقت ۲۷ر ستمبر)

✿

آئندہ پانچ سال میں اے آئی پی آبدوزیں تیار کر لیں گے : بھارت

نئی دہلی (آن لائن) بھارت آئندہ چار سے پانچ سالوں میں ایئر اِنڈیپنڈنٹ پروپلشن (AIP) آبدوزیں تیار کر لے گا۔ یہ بات دفاعی تحقیقی اِدارے (ڈی آر ڈی او) کے سربراہ اے سیوا تھنوا پلائے نے صحافیوں کو بتائی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ پاکستان نے گزشتہ ماہ مذکورہ آبدوزیں فرانس سے حاصل کرنے کا معاہدہ کیا ہے جبکہ بھارت ملکی سطح پر تیار کرے گا۔ (روزنامہ نوائے وقت ۵ر اکتوبر)

✿

عارف والا : ۸۵ سالہ بزرگ کے ہاں شادی کے ۱۸ برس بعد بیٹے کی پیدائش

عارف والا (این این آئی) عارف والا کے نواح میں ایک ۸۵ سالہ بزرگ کے ہاں دُوسری شادی کے ۱۸ برس بعد بیٹا پیدا ہوا ہے۔ جہانیاں منڈی کے ۸۵ سالہ شیر محمد نے اِس خوشی کے موقع پر دس غریب افراد کو عمرہ کرانے کا اعلان کیا ہے۔ واضح رہے شیر محمد کے پہلی بیوی سے پیدا ہونے والے دونوں بیٹے فوت ہو گئے تھے اور مزید اَولاد نہ ہونے پر اُس نے ۱۸ برس قبل دوبارہ شادی کی تھی۔ (روزنامہ نوائے وقت ۶ر اکتوبر)

✿

فرانس : مسلمان خاتون کو برقعہ پہننے پر سکول سے نکال دیا گیا

پیرس (اے پی پی) فرانسیسی حکام نے ایک مسلم خاتون کو برقعہ پہننے پر سکول سے نکال دیا ہے جو ایک لینگویج کورس کی تعلیم حاصل کررہی تھی۔فرانسیسی حکام نے کہاہے کہ سکولوں یا تعلیمی اِداروں میں برقعہ پہننا ہماری اقدار کے خلاف ہےاور ٹیچر دوران تدریس برقعہ پہننے والی طالبات کے چہرے کے تاثرات نہیں دیکھ سکتا اور فرانسیسی شہریت کے لیے فرانسیسی زبان کا جاننا اور فرانس میں رہنا ضروری ہے تاہم نسلی اور مذہبی امتیاز کے خلاف کرنے والے اِداروں نے فرانسیسی حکام پر نکتہ چینی کی ہے اور اُسے مذہبی امتیاز قرار دیا ہے۔ اِس سے قبل فرانسیسی سپریم کورٹ نے مراکش کی ایک مسلم خاتون کو مذہبی اقدار پر عمل کرنے پر شہریت دینے سے اِنکار کردیا تھا۔ (روزنامہ نوائے وقت ۲۰/ اکتوبر)

۞

جنات قابو،خزانہ تلاش کرنے کے چکر میں 2 بھائی معذور ہوگئے

سکھر (بی بی سی) بینظیر بھٹو کے حلقے شہداد کوٹ کے گاؤں سیلرا میں دو بھائی جنات قابو اور خزانہ تلاش کرنے کے چکر میں عمر کا ایک حصہ وظائف پڑھنے میں گزار کر معذور ہوگئے ہیں۔بی بی سی کے مطابق 60 سالہ فقیر محمد اور 50 سالہ حافظ دمساز علی کو وظیفے پڑھنے کا بچپن سے ہی شوق تھا۔اُنہوں نے جنات کو قابو کرنے کا وظیفہ اپنے اُستاد عیسٰی خان سے سیکھا، دمساز علی نے بتایا کہ دونوں بھائیوں نے نو برس کی راتیں مختلف ویران قبرستانوں میں گزاریں تاکہ جنات قابو کرکے اُنہیں خزانے کی تلاش کا حکم دے سکیں۔دونوں بھائی کئی برس قبل معذور ہوئے تھے دونوں کا دعوی ہے کہ اُنہیں پولیو نہیں ہوا بلکہ وہ وظیفے میں غلطی کے باعث معذور ہوئے ہیں۔

دمساز علی نے بتایا کہ ایک رات وظیفے کے دوران اُسے اونگھ آگئی جس سے ہاتھ میں پکڑا خنجر قبر پر جالگا،قبر سے ایک چیخ بلند ہوئی اور دیکھتے ہی دیکھتے بادل چھا گئے، تیز آندھی آئی قبرستان پر بجلیاں کڑکنے لگیں اور بارش ہونے لگی۔دمساز نے قبرستان کے دُوسرے کونے میں بیٹھے بھائی کو آواز دی اور دونوں قرآنی آیات پڑھتے ہوئے قبرستان سے محفوظ نکلے۔اُس رات کے بعد تین مہینے کے اندر اُن کی ٹانگیں بیکار ہوگئیں۔دمساز اور فقیر محمد نے خزانے کی تلاش میں سندھ اور بلوچستان کے کئی ویران مقامات کا دورہ کیا ہے اور بعض با اَثر افراد نے اِن کی خدمات کرائے پر بھی حاصل کی ہیں۔اُنہوں نے بتایا کہ کسی بھی ویران مکان یا قبرستان میں خزانے کی تلاش کے لیے آٹھ مزدوروں کی خدمات درکار رہتی ہیں۔ (روزنامہ نوائے وقت ۲۴/ اکتوبر) ۞ ۞ ۞

اخبارالجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

۲۶؍رمضان المبارک/ ۲۷ستمبر کو مسجد حامد کے شمالی اور جنوبی دروازوں کی بالائی منزل کا لینٹر دوپہر ۱۲بجے سے پڑنا شروع ہوااور صبح سحری تک مکمل ہوا، والحمدللہ۔تقریبًا پچیس راج مزدور کام کرتے رہے۔

۲۸؍رمضان المبارک/ ۲۹ستمبر کو شام تین بجے مسجد حامد کے مرکزی دروازے کی بالائی منزل پر دائیں بائیں واقع دو بڑے کمروں کے فرش کو پکا کیا گیا۔رات بارہ بجے کام ختم ہوا، والحمدللہ۔تقریبًا پچیس راج مزدور کام کرتے رہے۔

۱۰؍اکتوبر کو کراچی سے حضرت مولانا قاری شریف احمد صاحب مدظلہم جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے، جمعہ کی نماز مسجد حامد میں ادا کی، بعدازاں کھانا تناول فرمایا۔

۱۱؍شوال المکرّم/ ۱۱؍اکتوبر سے جامعہ مدنیہ جدید میں درسِ نظامی کے داخلے شروع ہوئے۔

۱۲؍اکتوبر کو حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نے حضرت قاری شریف احمد صاحب مدظلہم کے پوتے جناب حافظ فرید احمد صاحب کے نکاح میں شرکت کی اور اُن کا نکاح پڑھایا۔

۱۳؍شوال المکرّم/ ۱۳؍اکتوبر سے جامعہ مدنیہ جدید میں نئے سال کی تعلیم کا باقاعدہ آغاز ہوگیا، والحمدللہ۔

۱۴؍شوال المکرّم/ ۱۴؍اکتوبر کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نے مانگا منڈی کے مدرسہ تعلیم القرآن فیض العلوم میں درجہ متوسطہ کی تعلیم کا آغاز کروایا۔

۱۵؍اکتوبر کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب کراچی کے سفر پر تشریف لے گئے، جہاں حضرت قاری شریف احمد صاحب مدظلہم کے پوتے جناب حافظ فرید احمد صاحب کے ولیمہ میں شرکت کی اور مختلف احباب سے بھی ملاقاتیں ہوئیں۔

سالانہ تبلیغی اجتماع رائیونڈ کے موقع پر ملک کے اَطراف واَکناف سے جامعہ مدنیہ جدید میں علمائے

کرام اور مہمانوں کی کثیر تعداد میں آمد و رفت رہی۔

١٩؍ اکتوبر کو حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مظفر آباد سے جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور بعد اَز نماز فجر بیان فرمایا۔

١٩؍ اکتوبر کو بعد عشاء حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب اور جامعہ کے دیگر اساتذہ کرام نے جامعہ کے فاضل مولانا رضا علی صاحب کے ولیمہ میں شرکت کی۔

٢٢؍ شوال المکرّم/٢٢؍ اکتوبر کو حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب نے جامعہ مدنیہ جدید میں نئے تعلیمی سال کے آغاز پر طلباء سے اِفتتاحی بیان فرمایا۔

٢٦؍ اکتوبر کو حضرت علامہ خالد محمود صاحب جامعہ مدنیہ جدید تشریف لائے اور طلباء سے بیان فرمایا۔

بقیہ : عورتوں کے رُوحانی امراض

نمازی بھی بہت زیادہ ہیں۔ اور اِس کے ساتھ دُنیا کے اِعتبار سے بھی خوشحال ہیں۔ ہر شخص کے یہاں تھوڑی بہت زمین ضرور ہے۔ کھانے پینے کی طرف سے سب بے فکر ہیں مگر یہ خوشحالی اِسی کی بدولت ہے کہ اُن میں دُنیا کی حرص زیادہ نہیں۔ وہاں کی عورتوں کے بارے میں جہاں تک سنا گیا ہے بہت سادگی کے ساتھ رہتی ہیں یہاں تک کہ اُن کے دُلہنیں بھی گیروں کے کپڑے پہن لیتی ہیں اور قیمتی کپڑوں کی زیادہ حرص نہیں کرتیں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ساری زمینداری زیور اور کپڑوں ہی میں نیلام ہو جاتی۔ چنانچہ جن قصبات کی عورتوں میں یہ مرض ہے وہاں افلاس (تنگ دستی و غربت) آچکا ہے۔ گھر اور زمین تک بنئے کے رہن ہو چکا ہے۔ بھلا ایسے زیور اور کپڑوں سے کیا خوشی ہو جس کے بعد گھر ہی برباد ہو جائے یہاں تو یہ حالت ہے کہ چاہے کھانے کو گھر میں کچھ بھی نہ مگر برادری میں نکلنے کے لیے قیمتی کپڑے اور سونے کا زیور ضرور ہو کہ برادری میں عزت کی نگاہ سے دیکھی جائیں حالانکہ غریب آدمی قیمتی کپڑے پہن کر کچھ معزز نہیں ہو سکتا کیونکہ حقیقتِ حال سب کو معلوم ہوتی ہے۔ ✿ ✿ ✿

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اور خدام خانقاہ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلومیٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 5330310 - 42 - 92+ - 5330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 7726702 - 42 - 92+ - 7703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+ V فون نمبر : 6152120 - 42 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)